ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
مُلتان

شوّال، ذوالقعدہ ۱۴۱۷ھ
مارچ ۱۹۹۷ء

۳

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب

"گولڈن جوبلی"
سید عطاء المحسن بخاری کا فکر انگیز کالم

امیر شریعت نے فرمایا۔ لیاقت علی خان سے کہو! مجھے مرزا بشیر الدین کے بیان سے تمہارے قتل کی بو آرہی ہے۔ اور...... لیاقت علی خان قتل کر دیئے گئے

تحریکِ طالبان نے افغانستان میں مکمل اسلامی نظام نافذ کر کے امن قائم کر دیا ہے
افغانستان کے وزیر اطلاعات امیر خان متقی افندی سے تازہ ترین انٹرویو

وزیرِ اعظم کی مہم
"قرض اُتارو
مُلک سنوارو"

مرزائیوں کی
عبرتناک شکست اور
آمریکا کا لوم تکر

تحریکِ آزادی کا مجاہد
حکیم عبد السلام ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۵۳ء کی تحریک

دس ہزار
شہداء ختم نبوّت
کے مقدّس خون
کی امین

احرار کی عظمت

احرار کا مقصد مجاور پیدا کرنا نہیں، مجاہد تیار کرنا ہے۔ یہ ہمارا کردار ہے اور ہمارے اس کردار پر تریسٹھ برس کی تاریخ شاہد و عادل ہے کہ ہم نے طوفان کا رخ موڑا اور حوادث کا منہ توڑا ہے۔ ہم نے سید احمد شہید اور شیخ الہند کی وراثت سنبھالی ہے۔ ہم نے دشمن کے خرمن کو آگ لگائی ہے۔ ہم سیل بے پناہ بن کر نکلے اور فرنگی سامراج کے اقتدار کو بہا کر لے گئے۔

احرار ایسے جیالے مائیں روز روز نہیں جنا کرتیں۔ احرار کا طرۂ امتیاز ہی یہ ہے کہ وہ اللہ کے دین اور شریعت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر

پھانسیوں پر جھول گئے

گولیوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے

سنت یوسفی (علیہ السلام) اداء کرتے کرتے جانیں وار گئے۔

بیویوں اور بچوں کو دین پر قربان کر گئے

خبیب ابن عدی، عاصم قاری، طلحہ اور ابو دجانہ (رضی اللہ عنہم) کی اتباع میں حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ختم نبوت کا فرض ادا کرتے کرتے قربان ہو گئے۔

ہم نے کبھی اغیار سے مفاہمت نہیں کی۔ ہم نے سیاسی مفادات کی ذلہ ربائی میں حق اور اہل حق کو کبھی قربان نہیں کیا۔ ہم نے دینی مفاد پر مجلس احرار کے سیاسی مفادات کو ہمیشہ قربان کیا ہے۔ ہم حکومت الٰہیہ کی منزل کے راہی ہیں اور اس راہ میں قربانی ہی قربانی ہے۔ احرار کارکن قربانیاں دیتے جائیں اور آگے بڑھتے جائیں وہ وقت ضرور آئے گا۔ جب منزل خود احرار کا استقبال کرے گی۔

اقتباسِ خطاب

قائد احرار جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سیّد ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

۲۸ مارچ ۱۹۸۰ء مخزن العلوم، خان پور

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

شوال/ذوالقعدہ: ۱۴۱۷ھ، مارچ: ۱۹۹۷ء جلد ۸، شمارہ ۳، قیمت /۶ روپے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر: سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول: سید محمد کفیل بخاری

رفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہٗ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ
ذوالکفل بخاری ٥ قمر الحسنین
شمس الاسلام بہاری ٥ ابوسفیان تائب
محمد عمر فاروق ٥ عبداللطیف خالد
خادم حسین سید خالد مسعود

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک /۱۲۰ روپے ◎ بیرون ملک /۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریک تحفظ ختم نبوّت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات:	اداریہ	سید محمد کفیل بخاری	۳
قلم برداشتہ:	گولڈن جوبلی	سید عطاء المحسن بخاری	۷
تذکرہ وسیرت:	بارگاہ نبوی ﷺ کے کاتب	مولانا عبدالحق چوہان	۱۰
کہکشاں:	عدلیہ کی آزادی	حکیم محموداحمد ظفر	۱۸
تاریخ و تحقیق:	تبع - شاہ یمن	مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی	۲۳
رو برو:	جناب امیر خان متقی اخند وزیر اطلاعات و نشریات افغانستان سے گفتگو	احمد معاویہ	۲۹
ردّ مرزائیت:	استعمار کے ضمنی پیداوار مذاہب اور قادیانیت	مترجم: ڈاکٹر سبطین لکھنوی	۳۵
	قادیانی جواب دیں	مولانا عبدالواحد مخدوم	۴۰
ماضی کے جھروکے سے:	مرزائیوں کی عبرتناک شکست اور احرار کا یوم لشکر	محمد یعقوب اختر / شیخ عبدالمجید احرار	۴۴
شخصیت:	حکیم عبدالسلام ہزاروی رحمہ اللہ	پروفیسر محمد طارق اعوان	۴۹
اخبار الاحرار:	احرار رہنماؤں کے تنظیمی و تبلیغی دورے کی روداد	نمائندہ نقیب	۵۱
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب	سید محمد ذوالکفل بخاری	۵۵
ترحیم:	مسافران عدم	ادارہ	۵۷

شاعری: لٹ گیا دین خانقاہوں میں ، (حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری) دعوت امریکہ، (حضرت علامہ طالوت) بیاد شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء ،(سیف الدین سیف) پرانے چراغ گل کر دو ،(شورش کاشمیری) جمہوریت منظور نہیں ،(شاہد کاشمیری) غزل ،(سید محمد ذوالکفل بخاری) یک بہ یک ، (سید کاشف گیلانی) مہنگائی ، (پروفیسر محمد اکرام تائب)

۵۸
۵۹
۶۰
۶۰
۶۱
۶۱
۶۲
۶۲

قرض اتارو، ملک سنوارو!

پاکستان کے نومنتخب وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے عنانِ اقتدار سنبھالتے ہی جو سب سے پہلا انقلابی اقدام کیا ہے وہ ان کی "قرض اتارو، ملک سنوارو!" مہم ہے۔ بلاشبہ ان کا یہ اقدام حب الوطنی پر مبنی ہے۔ مختلف اخباری اعداد و شمار کے مطابق اس وقت پاکستان ۳۶ ارب ڈالر کا مقروض ہے ایک ترقی پذیر ملک کے لئے قرض کی یہ مقدار معاشی و اقتصادی طور پر دیوالیہ کرنے کے لئے کافی و وافی ہے۔ نواز شریف نے دعویٰ کیا ہے کہ "وہ کشکول" توڑ کر یہ قرض اتاریں گے اور پاکستان کو "ایشین ٹائیگر" بنائیں گے۔ اللہ کرے وہ اپنے اس دعویٰ کی تکمیل میں کامیاب ہوجائیں اور پاکستان انکے دعوؤں اور آرزوؤں کے مطابق معاشی و اقتصادی میدان میں خود کفیل ہوجائے (آمین)

"قرض اتارو، ملک سنوارو!" مہم کو ملک کے تمام طبقات میں بے پناہ پذیرائی ملی ہے۔ عوام نے جس غیر معمولی دلچسپی اور تعاون کا مظاہرہ کیا ہے وہ بھی ملک کی تاریخ کا سنہری باب ہے مگر کچھ باتیں انتہائی غور طلب ہیں جو وزیر اعظم کی فوری توجہ کی متقاضی ہیں۔

قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبران کی ایک بڑی تعداد نادہندہ ہے۔ انہوں نے بنکوں کے اربوں روپے کے قرضے ہڑپ کیے ہوئے ہیں پاکستان کے ان "محسنین" کے نام انتخابات سے قبل اخبارات میں تفصیل کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ یہ نادہندہ ممبران اسمبلی اب وزیر اعظم کی قرض اتارو مہم میں بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں یعنی اگر کسی نے ایک کروڑ ہضم کیا ہے تو دس لاکھ عطیہ دے کر "شہیدوں" میں نام لکھوا رہے ہیں۔ جناب وزیر اعظم! سب سے پہلے ان ارکانِ اسمبلی سے ہڑپ کیے گئے قرضے واپس لیں اور ان کا ٹی اے ڈی اے بند کر کے اخراجات کا بوجھ کم کریں۔ ایسی کالی بھیڑیں خود مسلم لیگ ہی کے ٹکٹ پر کامیاب ہو کر اسمبلی میں پہنچی ہیں۔ اگر وہ ملکی دولت واپس نہیں کرتے تو نہ صرف ان کی جائیدادیں اور اثاثے قرق کیے جائیں بلکہ انکی رکنیتِ اسمبلی بھی منسوخ کی جائے۔

دوسری طرف تاجر برادری ہے۔ ان میں بھی بڑے بڑے "شیر" بلکہ "ببر شیر" موجود ہیں جنہوں نے ملکی خزانہ کو بے دریغ لوٹا۔ وہ اربوں روپے کے بینکوں کے قرضے ہڑپ کر گئے مگر قرض اتارو مہم میں ایک کروڑ یا ایک ارب عطیہ دے کر اپنا سارا کالا دھن سفید کر رہے ہیں اور نواز شریف صاحب کی ہمدردیاں بھی حاصل کر رہے ہیں۔ اسکی بے شمار مثالیں قومی اخبارات میں شائع ہوئی ہیں صرف ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔

ایک ادارہ "اپٹما" نے ایک کروڑ کا عطیہ قرض اتارو مہم میں دیا ہے جبکہ سابقہ دور میں یہ ادارہ بنکوں

کے ۲۵ کروڑ ہضم کرچکا ہے۔

تازہ ترین اخباری اطلاعات کے مطابق وزیراعظم کو مختلف افراد نے "قرضِ حسنہ" کے کاؤنٹر پر ہونے والی مبینہ بے قاعدگی سے مطلع کیا ہے کہ بعض بنکوں میں اس کاؤنٹر پر جمع کرائی جانے والی رقوم کی کوئی رسید نہیں دی جارہی اور نہ ہی ان رقوم کا کہیں اندراج ہورہا ہے۔ اگرچہ وزیراعظم نے اس معاملہ کی فوری تحقیقات کا حکم دیا ہے مگر یاد رہے کہ جس طرح عوام نے وزیراعظم کی اپیل پر مثالی تعاون کیا ہے وہ اتنی بڑی رقم ہڑپ کرنے والوں کو معاف نہیں کریں گے۔

بلاسود بینکاری، معاشی استحکام کی ضمانت:

وزیراعظم نوازشریف کے سابق دور میں ان کی حکومت نے وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کے خلاف عدالت عظمیٰ میں اپیل کی تھی جس میں شرعی عدالت نے سودی نظام کے خاتمہ کا حکم دیا تھا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ گزشتہ تین سال جناب نوازشریف جن مصائب و مشکلات میں گھرے رہے ہیں وہ اللہ کی طرف سے اسی کی سزا تھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سودی کاروبار کو اپنے خلاف کھلی جنگ قرار دیا ہے۔ اب اگر نوازشریف صاحب کو اتنی مضبوط حکومت ملی ہے تو یہ بھی انکا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دونوں طرح سے آزماتا ہے۔ نعمتیں دے کر بھی اور چھین کر بھی۔ جناب نوازشریف وفاقی شرعی عدالت کے سودی نظام کے فیصلے کی توثیق کر کے اللہ کی رضا حاصل کریں۔

شہید جنرل ضیاء الحق کے عہد اقتدار میں جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم ہوئی تھی جس نے بلاسود بنکاری کا مکمل خاکہ تجویز کیا تھا اور یہ رپورٹ اسلامی نظریاتی کونسل کے ریکارڈ میں موجود ہے۔ اگرچہ نوازشریف صاحب نے اس معاملہ میں دانشوروں اور سکالروں پر مشتمل کمیٹی کے قیام کی بات کی ہے لیکن انہیں نظریاتی کونسل میں موجود اس رپورٹ کا بھی ازسرنو جائزہ لینا چاہئے اور بلاسود بنکاری کے نظام کی ترویج کیلئے اس سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئیے۔ بلاسود بنکاری پاکستان کے معاشی استحکام کی ضمانت ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیلِ جدید کی ضرورت:

بے نظیر کے عہد خراب میں جہاں ملک کے دیگر ادارے تباہ ہوئے وہاں "اسلامی نظریاتی کونسل" جیسا اہم ادارہ بھی اسلام کی ابجد سے ناواقف جاہلوں اور "جیالوں" کی آماجگاہ بن گیا تھا۔ یہی بات کیا کم ہے کہ اقبال احمد خان جیسا شخص اس ادارے کا چیئرمین بن گیا۔

موجودہ حکومت اس اہم ادارے کی تشکیلِ جدید کرے اور جید علماء، دانشوروں اور سکالروں کی خدمات

حاصل کر کے نہ صرف اس ادارہ کی عظمت رفتہ کو بحال کرے بلکہ نفاذِ اسلام کیلئے اس کی تجاویز و سفارشات سے استفادہ کرتے ہوئے قیامِ پاکستان کے مقاصد کی تکمیل کرے۔

احمدی نہیں، "قادیانی"........ فیصلہ کے باوجود نوٹیفیکیشن جاری نہیں ہوا

گزشتہ ماہ کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے مسلسل احتجاج و مظاہرہ اور حکام سے ملاقاتوں کے بعد حکومت سے اس فیصلہ کو واپس لینے کا مطالبہ منظور کرایا تھا۔ کہ "پاسپورٹ پر قادیانی اپنے آپ کو احمدی لکھ سکتے ہیں" گورنر پنجاب خواجہ طارق رحیم نے صدر مملکت سے مشورہ کے بعد مجلس عمل کے وفد کو بتایا تھا کہ آپ کا مطالبہ منظور کرلیا گیا ہے۔ میں نوٹیفکیشن جاری کردوں گا کہ قادیانی اپنے آپ کو احمدی نہ لکھیں بلکہ قادیانی یا لاہوری گروپ ہی لکھیں۔ مگر اب تک حکومت پنجاب نے اس سلسلہ میں کوئی نوٹیفیکیشن جاری نہیں کیا جو حسب روایت کسی مسئلہ کو سرد خانے میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت پنجاب اپنے سابقہ نوٹیفیکیشن کو واپس لے کر نیا حکم نامہ جاری کرے۔ یہ مسئلہ ان ہتھکنڈوں سے سرد نہیں پڑے گا بلکہ اور گرم ہوگا اور حکومت کیلئے مشکلات کھڑی ہوں گی۔ اگر ایک ماہ کے اندر اندر اس مسئلہ کو حل نہیں کیاجاتا تو کل جماعتی مجلس عمل نیالائحہ العمل تیار کرے گی۔

جمعہ کی بجائے اتوار کی چھٹی:

وزیراعظم نے ملک کے سرکاری اور تجارتی اداروں کے لئے جمعہ کی بجائے اتوار کی ہفتہ وار چھٹی کا فیصلہ کیا ہے اور بھٹو دور میں ہونے والی جمعہ کی چھٹی ختم کردی ہے۔ اس فیصلہ پر جماعت اسلامی اور بعض دیگر مذہبی جماعتیں خواہ مخواہ جزبز ہورہی ہیں اور اسے ایک اسلامی اور شرعی مسئلہ بنا کر پیش کررہی ہیں حالاں کہ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے۔ اسلام میں چھٹی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ مسٹر بھٹو نے قومی اتحاد کی تحریک کے اثرات کوزائل کرنے کی جو آخری ناکام کوشش کی تھی اس میں جمعہ کی چھٹی کا "کارنامہ" بھی تھا۔ جبکہ اسکا کسی نے مطالبہ بھی نہیں کیا تھا۔ اگر اتوار کی چھٹی سے ملک کی اقتصادی و معاشی صورت حال بہتر ہوتی ہے تو یہ اچھا فیصلہ ہے۔ یہ ایک معروضی مسئلہ ہے، اسلامی نہیں۔ جولوگ صرف اس مسئلہ پر شور مچا کر انتخابات میں مسخ ہونے والے اپنے شخصی و جماعتی وقار کو بحال کرنا چاہتے ہیں انہیں اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ انہیں چاہیئے کہ اپنا وقت اور طاقت ملک میں امر بالمعروف، نہی عن المنکر کے قیام، امن وامان کی بہتری اور ملکی ترقی پر صرف کریں۔

انیسویں سالانہ شہداء ختمِ نبوت کانفرنس ربوہ:

٦/٧ مارچ ١٩٩٧ء کو ربوہ میں تحریک تحفظ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام انیسویں سالانہ شہداء ختمِ نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ تذکرۂ شہداء ختمِ نبوت اور مجلسِ احرار لازم ملزوم ہیں کہ مجلسِ احرار اسلام نے ١٩٣٠ء میں تحریک کشمیر سے قادیانیوں کا عوامی احتساب شروع کیا اور آج ١٩٩٧ء سے احرار کا یہ احتساب جاری ہے۔ اکابر احرار نے ١٩٣٤ء میں قادیان پہنچ کر تبلیغ کانفرنس کی اور مرزائیوں کو اسلام کی دعوت دی تو آج اپنے اکابر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کی طرف سے ربوہ میں مرزائیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ احرار کا مؤقف یہ کہ ہمارا مرزائیوں سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں۔ ہم تو انہیں اسلام کی طرف بلاتے ہیں اور عقیدۂ ختمِ نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں۔ مگر مرزائی ہماری محبت بھری دعوت کے جواب میں نفرت اور تشدد کا رویہ پیش کرتے ہیں۔ پھر ایک غیر مسلم اقلیت ہونے کے باوجود اپنے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی اتباع میں مسلمانوں کے حقوق بھی چھیننا چاہتے ہیں۔ پس احرار انہیں ایسا کرنے سے روکتے رہیں گے۔ ١٩٥٣ء کی تحریک مقدس تحفظ ختمِ نبوت مجلس احرار اسلام ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ احرار نے تمام دینی جماعتوں کو حرمتِ رسول کے تحفظ کے لئے جمع کیا اور مجلسِ عمل تشکیل دے کر تحریک برپا کر دی۔ مرزائی سر ظفر اللہ کے سائے میں پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور احرار نے یہ سازش ناکام بنا دی۔ اس تحریک میں خواجہ ناظم الدین کی مسلم لیگی حکومت نے دس ہزار مسلمانوں کو شہید کیا۔ اور قاتلِ اعظم، جنرل اعظم خان کے حکم پر نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائی گئیں۔ پھر ١٩٧٤ء میں تحریک تحفظ ختمِ نبوت کے فیصلہ کن مرحلہ میں مسلمان ناموسِ رسالت پر قربان ہوئے اور ١٩٨٤ء میں بھی مسلمانوں کی بے پناہ قربانیاں رنگ لائیں! .... شہداء ختمِ نبوت کانفرنس دراصل شہداء کے پیغام و عمل کی تجدید ہے۔

اللہ تعالیٰ مجلس احرار اسلام کے کارکنوں اور رہنماؤں کو اخلاصِ نیت کے ساتھ ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے جدوجہد کی توفیق عطاء فرمائے اور ان کی قربانیاں قبول فرمائے (آمین)

تضادات مرزا قادیانی

مولانا مشتاق احمد قیمت=/30 روپے

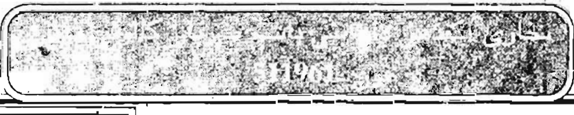

قسم برداشتہ　　　　　　　　　　　　　سید عطاءالمحسن بخاری

گولڈن جوبلی.........این چہ بو لہبی است؟

زندگی لپنے لاحقوں، لازموں اور اکٹھوں سمیت ایک مضبوط اور محیط ضابطے کی متقاضی تھی۔ اس کا رخ اور سمت غیر متعین تھی۔ اسکی تعیین بہت ضروری تھی۔ انسان نے زندگی کا دائرہ مقرر کرنے کی بہت کوشش کی، مگر ہر بار ضلت اور ذلت کے ہاتھوں نکبتوں کی اتھاہ گہرائی میں اتر جانے کے سوا اُسے کچھ نہ ملا، ہر چند کہ ہر دور اور ہر خطے کے بعض انسانوں نے ایسی ہر کوشش کو بہت سراہا اور اس کی تحسین و ستائش میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا دیئے مگر حقیقت یہ ہے کہ کبھی کسی انسان کے مستبدانہ رویے قانون بن گئے اور کبھی کسی کے دیوتائی اندازِ بجاریوں کے گلے میں لٹکا دیئے گئے۔ ایسا بھی ہوا کہ طاقت و اختیار، پسند و ناپسند اور خواہش و طلب کے مرگھٹ پر اللہ کی مخلوق کا بلیدان دیدیا گیا اور ایسا تو کئی بار ہوا اور مسلسل ہوتا آرہا ہے کہ انسان کو "آزادیوں" کے گھاٹ اتار اگیا۔ اور اس بے ہنگم رویے اور عمل کو انسانی بقاء و ارتقاء کا زینہ سمجھا گیا، اس موذی فلسفہ کو انسانی فکر و نظر کی معراج بتایا گیا۔ بلکہ اس بتانے بتانے میں کروڑوں سفید و سادہ اور پاک و صاف اوراق سیاہ اور نجس کر ڈالے گئے۔ معلوم تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس فکری تاریکی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے بھی ہزار برس پہلے انسانی شعور میں ڈیرے ڈال دیئے تھے (یا ڈاکے ڈال دیئے تھے)۔ یونانیوں کے فکر تاریک کی ظلمت اتنی محیط تھی کہ سیدنا موسیٰ علیہ اسلام کی دعوت و تبلیغ سے یہ سیاہی نہ چھٹی۔ سیدنا مسیح مقدس عیسیٰ علیہ السلام کا زہد و مظلومیت، آپ کا اعجازِ مسیحائی اور آپ کی انسانی عقلوں کو عاجز کر دینے والی زندگی بھی تاریکیوں میں بھٹکنے والے لوگوں کو نورانی فضاء بسیط میں نہ لاسکی۔ حتیٰ کہ آپ ایک بار پھر آنے کا سندیسہ سنا کر، رفعتوں اور عظمتوں کی گود میں آرام کرنے چلے گئے۔ انکی قوم نے "فکرِ ماضی" کو ہی نجات کا راستہ جانا اور اسی پر گامزن رہی تا آنکہ تاریخ نے اس فکر اور اس قوم کو برطانیہ عظمیٰ کے گلے کا ہار بنادیا اور اسکی دنیا کو اسی فکر اور اسی قوم کے ساتھ وابستہ کردیا۔ وہ فکر اور وہ قوم جس کا ماضی تعلیمات ربانی کے انکار، نبیوں اور رسولوں کی بتلائی ہوئی الہامی صداقتوں کے انکار، سچے دین اور سچی شریعتوں کی متعین کردہ راہ ہدایت پر چلنے سے انکار سے عبارت ہے۔ بے لگام "آزادیوں" سے عبارت ہے۔ شخصی، نسلی، گروہی اور علاقائی مفادات پر مبنی "جمہوری جدوجہد" سے عبارت ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آئرلینڈ کے باسی آٹھ سو برس سے چیخ رہے ہیں کہ ہمیں بھی انسانوں والی زندگی گزارنے کا حق دیا جائے۔ لیکن غور کیجیئے کہ ان گنت "جمہوری" آزادیاں بھی آئرش عوام کو انسانی زندگی سے آشنا نہیں کر سکیں۔ انہیں انکے حقوق نہیں دلاسکیں۔ انہیں مطمئن نہیں کر سکیں۔ جس معاشرے نے جمہوریت کو جنم دیا وہی معاشرہ جمہوریت سے مطمئن نہیں اور اس کو اپنے مسائل کے حل کے لئے ناکافی سمجھتا ہے۔ آئرش کہتے ہیں کہ چند مستبد لوگوں نے اپنی استبدادی کارروائیوں کو دوام بخشنے کے لئے جمہوریت ایجاد کی ہے۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی اس مستبدانہ عمل کو دیکھنے پر فرمایا تھا کہ......ع

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب

ابلیس نے جمہوریت کے نام پر ظلم، جور، جفا، استبداد، مکاری، عیاری، چوری، رہزنی اور دیگر سیکڑوں برائیوں کو رواج دیدیا ہے۔ علامہ محمد اقبال کے افکار اور انکے اظہار کے ماتحت، یہ جمہوریت انسان کو انکے دوائر سے باہر پھینک دیتی اور حیوان اخبث بنادیتی ہے۔ یعنی........ع

غلام اہرمن و دوں نہاد و مردہ ضمیر!

اسی غلامئ اہرمن، دوں نہادی اور مردہ ضمیری کا نام "شرک" ہے۔ یہی شرک، وحی و الہام کی نفی اور کفر و الحاد کا اثبات ہے۔ وجہ فتنہ و فساد ہے اور جمہوریت کی بنیاد ہے۔ جمہوریت جس میں طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں، جو کالانعام اور بے لگام ہیں.......ع

کہ از مغز دو صد خر، فکر انسانے نمی آید

(دو سو گدھوں کے مغز سے انسانی فکر پیدا نہیں ہوتا)۔ جی ہاں، لاکھوں خرمغزوں کی بھیڑ سے دین قائم نہیں ہوسکتا۔ جمہوریت کا "بانی" افلاطون "مشرک اعظم" ہے۔ جمہوریت کی "ڈینٹنگ پینٹنگ" کرنے والے جرمنی فرانس برطانیہ امریکہ کے نصرانی یہودی کافر، مشرک...... اللہ، رسول، آخرت کے منکر...... جمہوریت کو ملک کا نظام بنانے والے دنیا بھر کے کفار و مشرکین....... اور جمہوریت عین اسلام؟.......ع

ایں چہ بوالعجبی است؟

پاکستانی مسلمان بھی جمہوری سسٹم کو ہی پسند کریں تو پھر ہم پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جب ہندو اور مسلم کی تقسیم دو قومی نظریہ پر ہوئی۔ پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریہ پر رکھی گئی۔ دو قوموں کی معاشرتی رسوم و رواج مذہب، تعلیم، تہذیب سب کچھ الگ تھا تو اب ایک کیوں ہوا؟ دو قومی نظریہ کہاں کھو گیا؟ اب دو قومیں ایک ہی نظریہ میں گم کیوں ہیں؟ کافر و مشرک اور مومن الگ الگ کیوں نہ رہے؟ جمہوریت کو بہ حیثیت نظام قبول کرنے میں مسلم ہندو ایک کیوں ہوئے؟ یہی کچھ کرنا تھا تو بٹوارہ کیوں کیا؟ عصمتیں کیوں لٹوائیں؟ اربوں روپے کی جائیداد کیوں برباد کی؟ کروڑوں انسان ذلیل و رسوا کیوں کیے گئے؟ لاکھوں معصوم، جوانان رعنا، گھروں کے سرپرست بوڑھے قربان کیوں کیے گئے؟ اسلام کے نام پر جمہوریت کی حرافہ سے ملاپ، تمام کفار و مشرکین سے مشابہت ہے کہ نہیں؟ پچاس برس میں کسی بھی حکمران نے کوئی وعدہ پورا نہ کیا البتہ جمہوریت کا راگ الاپتے الاپتے نصف صدی گزار دی۔ اور اب یہ گولڈن جوبلی منانے چل پڑے ہیں۔ ہاں، یہ جھوٹے لوگ "جھوٹن جوبلی" منانے چلے ہیں۔ جھوٹ کافر مشرک بولے تو اس پر لعنت...... مسلمان بولے تو اس پر لعنت نہیں پڑے گی؟ وعدہ خلافی یہود نے کی تو قرآن کہتا ہے "ہم نے ان پر لعنت بھیجی" اور مسلمان پچاس سال سے وعدہ خلافیوں کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اس پر لعنت نہیں پڑے گی؟ یقیناً جھوٹے اور وعدہ خلاف لوگوں پر لعنت ہے اور اس کا ثبوت ہمارے وہ سب جھوٹے حکمران، جھوٹے سیاست دان ہیں جو دین کے دشمن ہیں۔ دینی اعمال، دینی مزاج، دینی حکمت عملی کو ضد، تعصب، فرقہ واریت کہنے والے اور یہودیوں کی رضا کے لئے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے منہ موڑنے والے ہیں۔ وہ سب عوام ہیں جو کالانعام، جاہل، ظالم، بے دین، کفر کی رسموں میں اتارو، الیکشن کی دلدل میں خوش رہنے والے، ہر مستبد، ظالم، جفاکار، حرام خور،

خرکار، بدمعاش، بے دین بلکہ بد دین کے دوست، کفار و مشرکین کے دلدار و وفادار، بلکہ غلام بے دام...... ڈنڈے والے کے آگے آگے اور سرمایہ دار کے پیچھے پیچھے دم ہلانے والے ہیں۔ پاکستان کی گولڈن جوبلی منانے والے! ایک نظر، اس ملک میں جمہوریت کے "ثمرات و برکات" بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ہر انسان اپنے ضمیر کے اعتبار سے آزاد ہے۔ اس بناء پر اسے مذہبی آزادی ہے۔ مذہب تبدیل کرنے کی آزادی ہے۔ مذہب پر تنقید کرنے کی آزادی ہے۔ بے مذہبی رویوں کو پروپیگنڈہ کرنے کی آزادی ہے۔ لوگوں کو مذہب کی تبدیلی کی تلقین کرنے کی آزادی ہے۔

(۲) انسان کی رائے آزاد ہے۔ وہ جس چیز کو بہتر سمجھے اسکو عام کرے۔ اسکے لئے وہ تمام ذرائع اختیار کرسکتا ہے۔ مثلاً اسلام کے مقابلے میں کفر کو پسند کرتا ہے تو یہ اسکا حق ہے۔ رائے کی آزادی کا یہی مطلب ہے۔ وہ کسی چیز میں ملاوٹ کرتا ہے تو آزادی رائے کی بناء پر یہ اسکا حق ہے کہ وہ اسے بہتر سمجھتا ہے لہٰذا صحیح ہے۔

(۳) کوئی طبقہ طبقاتی کشمکش پر یقین رکھتا ہے تو اس معاملے میں وہ آزاد ہے۔ یعنی اسے پھیلائے اور عام کرے تو یہ اسکا حق ہے۔

(۴) معاشی استحصال کو اگر کوئی بہتر سمجھتا ہے تو یہ بھی اسکا حق ہے۔

(۵) کوئی شخص روزانہ کسی نئی آبرو سے کھیلنے کی خواہش رکھتا ہے تو آزادیٔ رائے اور آزادیٔ ضمیر کے وسیع تر مفہوم کی اساس پر یہ اسکا بنیادی جسمانی حق ہے اور ایسا کرنے سے کوئی اسے روک نہیں سکتا۔

(۶) اگر کوئی شخص نماز نہیں پڑھنا چاہتا، روزہ نہیں رکھنا چاہتا، زکوٰۃ نہیں دینا چاہتا، حج کو دولت کی بندر بانٹ کہتا ہے، ڈاڑھی کو جھاڑی یا جھاڑ کہتا ہے...... اسکو یہ سب کہنے اور کرنے کا حق حاصل ہے۔ بڑی سے بڑی مذہبی شخصیت کی پگڑی اچھال دے تو یہ بھی اسکا حق ہے۔

(۷) شراب، جوا، بدکاری، حرام کاری، حرام خوری، جھوٹ، دھوکہ، فریب، مکر و زور، ناچ گانا، باجا گاجا، غل غپاڑا...... یہ سب چیزیں ہر فرد کے جمہوری حق میں شامل و داخل ہیں۔

(۸) عورت کو گھر کی چار دیواری سے باہر نکال کر چوراہے میں لاکھڑا کرنا بھی جمہوری حق ہے......

ایسے ان گنت مسائل جو انسانیت کو درپیش ہیں یہ سب انسان کو حیوان ملبوس بنانے کی کلچرل موومنٹ کے شاخسانے ہیں۔ آزادیٔ رائے کے برگ و بار ہیں اور اسی کا نام جمہوریت ہے۔ میں "اولوالالباب" (دانشوروں) سے پوچھتا ہوں کہ کفر اس کے سوا بھی کچھ چاہتا ہے۔؟ پیران عظام سے، علماء کرام سے اور خاص طور پر ان علماء سے پوچھتا ہوں جو دین کو ثانوی حیثیت دے کر، پالیٹکس کو اوّلیت دیتے ہیں۔ اور اسکی دلدل میں پھنس کر خوش رہتے ہیں..... کہ، یہودیوں اور عیسائیوں کے احبار و رہبان بھی تو یہی کچھ کرتے تھے۔ اپنے ہی جیسے انسانوں کا مال باطل رویوں سے ہڑپ کرجاتے تھے۔ دانش وری کے نام پر، آزادیوں کے نام پر، ان کا اعتقادی، اخلاقی، جانی اور مالی استحصال کرتے تھے۔ کیا یہ سب کچھ کرنے سے ہمیں بھی ان جیسی ذلت، ادبار، نکبت اور ویرانی نہیں ملے گی؟

تذکرۂ سیرت — قسط اول — مولانا عبدالحق چوہان

بارگاہِ نبوی ﷺ کے کاتب

ماہنامہ ختم نبوت بابت ماہ رجب ۱۴۱۷ھ مطابق دسمبر ۱۹۹۶ء اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ اس شمارہ میں جناب محمد حنیف ساجد کا ایک مضمون بہ عنوان "امام تدبر و سیاست، فاتح عرب و عجم، کاتب وحی سیدنا معاویہ ابن ابی سفیان رضی اللہ عنہم شریک اشاعت ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ان کی یہ تحریری محنت و کاوش مستحق صد تحسین ہے۔ ایک وقت تھا کہ حضرت معاویہ کا نام لینا ہی قابل تعزیر جرم تھا۔ اللہ تعالیٰ، جانشین امیر شریعت سید مولانا ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ الباری کے درجات بلند فرمائیں کہ انہوں نے اس دور تحریف و سبائیت کی اس مسموم فضا میں سیدنا ابو عبدالرحمن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم کی سیرت طیبہ کو تسلسل اور سعی پیہم کے ساتھ اس انداز میں بیان کرنا شروع کیا کہ سبائی اثرات کے یہ بادل فضا میں تحلیل ہو گئے۔ الحمد للہ اب صورت حال یہ ہے کہ ماہ رجب میں جو کہ سیدنا معاویہ کی وفات کا مہینہ ہے۔ آپ کی یاد میں مجالس کا انعقاد ہوتا ہے اور رسائل و جرائد میں بھی آپ کے متعلق مضامین کی اشاعت ہوتی ہے۔ ساجد صاحب کا یہ مضمون بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ساجد صاحب نے سیدنا معاویہ کی کتابت وحی کے ضمن میں نبی کریم ﷺ کے کاتبین کی تعداد ۱۳ تیرہ بتائی ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ کے کاتبین کا شمار اس تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔ کتب سیر و رجال کے صفحات کے تتبع و تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف اوقات میں یہ خدمت جلیلہ سرانجام دینے والوں کے اسماء گرامی جو احاطہ تحریر میں لائے گئے ہیں ان کی تعداد تیس سے بھی متجاوز ہے۔ حروف تہجی کے اعتبار سے آپ ﷺ کے کاتبین کی فہرست مختصراً اس طرح ہے۔

۱۔ ابان بن سعید بن العاص بن امیہ الاموی رضی اللہ عنہ: آپ صلح حدیبیہ اور غزوۂ خیبر کے درمیانی زمانہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جب صلح حدیبیہ کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے قریش کی جانب سفیر بنا کر بھیجا تو ابان بن سعید نے حضرت عثمان کو پناہ دی اور اپنے گھوڑے پر ان کو سوار کر کے ان کو کہا "اقبل و ادبر ولا تخف احد" یعنی آپ جہاں آنا جانا چاہیں جا سکتے ہیں۔ اور کسی سے خوف زدہ نہ ہوں جب ۹ھ میں نبی کریم ﷺ نے حضرت علاء بن الحضرمی کو امارت بحرین سے معزول کیا تو ان کی جگہ ابان بن سعید کو امارت بحرین پر مامور کیا۔ آپ ﷺ کی وفات تک یہ اسی عہدہ پر سرفراز رہے۔ آپ کو صاحب المصباح المضی عمرو بن شیبہ ابن عبدالبر اور ابن سید الناس نے نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔

۲۔ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ: آپ کا اسم گرامی خالد بن زید ہے۔ لیکن آپ کی شہرت

زیادہ تر کنیت کے ساتھ ہے۔ آپ کا شمار "السابقون الاولون" میں ہے۔ نبی کریم ﷺ جب قباء سے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کی اونٹنی حضرت ابو ایوب کے مکان کے قریب آکر بیٹھ گئی۔ حضرت ابو ایوب نے اونٹنی کا کجاوہ کھولا اور اٹھا کر گھر لے گئے۔ یعنی مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کی میزبانی کا شرف ان کو حاصل ہوا۔ پوری زندگی جہاد کے لئے وقف کر دی۔ حضرت معاویہ کے دور خلافت میں جہادِ قسطنطنیہ کے اس لشکر میں شریک ہوئے جسکے متعلق لسان نبوت سے "مغفور لہم" کی بشارت حاصل تھی۔ اور اس لشکر کی سپہ سالاری کا منصب سیدنا معاویہ کے فرزند امیر یزید کو حاصل تھا۔ آپ اسی جہاد کے سفر میں بیمار ہوگئے۔ امیر لشکر یزید بن معاویہ آپ کی عیادت کے لئے حاضر ہوا اور آپ سے ان کی خواہش دریافت کی۔ آپ نے فرمایا جب میں مرجاؤں تو میرے وجود کو دشمن کی زمین میں جہاں تک لے جاسکو لیجانا اور وہیں دفن کر دینا۔ آپ کی وفات کے بعد یزید نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو قسطنطنیہ کے قلعہ کی فصیل کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ آپ کو ابن سید الناس نے نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۳۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: آپ کے فضائل کا شمار حیطۂ تحریر سے باہر ہے۔ سب سے پہلے مسلمان ہونے کی فضیلت ان کو حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کے خلیفۂ بلا فصل ہونے کا شرف ان کو حاصل ہے۔ ہجرت کے وقت نبی کریم ﷺ کی رفاقت کے باعث خداوند قدوس کی جانب سے ان کو "ثانی اثنین" کا لازوال لقب عطا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا: ابو بکر کے سوا کسی کا ایسا احسان نہیں جو ہم نے چکا نہ دیا ہو۔ البتہ صدیق کے احسان کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ادا کرینگے۔ المزی ابن سید الناس اور ابن کثیر نے آپ کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ

۴۔ حضرت ابو سفیان صخر بن حرب بن امیہ الاموی: آپ فتح مکہ سے پہلے "مرالظہران" کے مقام پر شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر کو دارالامان قرار دیا۔ غزوۂ حنین اور غزوۂ طائف میں یہ آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک تھے۔ محاصرۂ طائف کے وقت دشمن کے ایک تیر لگنے سے ان کی ایک آنکھ کا ڈھیلا چشم خانہ سے نکل کر رخسار پر آگیا۔ یہ اسی حالت میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں آنکھ صحیح سالم ہوجائیگی۔ اور اگر صبر کرو تو جنت کی بشارت ہے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے جنت چاہیئے اور پھر آنکھ کے ڈھیلے کو کاٹ کر پھینک دیا۔ اور ان کی دوسری آنکھ جنگ یرموک میں شہید ہوئی۔ اور اسی جنگ میں ان کے دونوں فرزند حضرت یزید الخیر، حضرت معاویہ اور زوجہ محترمہ سیدہ ہند بنت عتبہ بھی شریک تھیں۔ کتب سیر میں ہے کہ جنگ یرموک میں صرف یہ آواز بلند تھی "اے اللہ کی مدد قریب آ" اور یہ آواز سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی تھی۔ ابن سید الناس اور صاحب المصباح المضی نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا

ہے "رضی اللہ عنہ"

۵۔ حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ: ان کا شمار السبقون الاولون میں ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ گیارہویں مسلمان تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کو اخوت رضاعیہ کا شرف بھی حاصل تھا۔ ام المومنین سیدہ ام سلمہ ہند سلام اللہ علیہا اور صوانہ پہلے ان ہی کے حبالۂ نکاح میں تھیں۔ حبشہ اور مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ ۲ھ میں نبی کریم ﷺ نے غزوۂ ذوالعشیرہ کی جانب جاتے وقت مدینہ طیبہ میں ان کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ غزوۂ بدر اور احد میں ان کو شرکت کا شرف حاصل ہے۔ غزوۂ احد میں مجروح ہونے کے باعث آپ کی وفات ہوئی۔ ابو محمد الدمیاطی اور ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۶۔ سید القراء حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ: نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو انصار میں سے جس شخص نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے لئے کتابت کا فریضہ سرانجام دیا وہ سیدنا ابیّ بن کعب تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو قرآن سناؤں۔ انہوں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیکر ہی آپ کو حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر فرط مسرت سے ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ زمانۂ حالیہ کے محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے "الوثائق السیاست" میں دس ایسے وثائق کی نشاندھی کی ہے جنکے کاتب حضرت ابیّ بن کعب ہیں۔ ابن سیدنا الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۷۔ حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ: آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہے۔ ان کا گھر دامنِ کوہ صفا میں تھا اور ابتداء میں تبلیغ دین کا مرکز یہی گھر تھا اور نبی کریم ﷺ اسی گھر میں دعوتِ تبلیغ ارشاد فرماتے تھے۔ حافظ ابن کثیر کی روایت کے مطابق حضرت ارقم بن ابی الارقم نے عظیم بن الحارث المحاربی کو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ایک جاگیر کی تحریر کا فریضہ سرانجام دیا۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی تصریح کے مطابق چار وثائق ایسے ہیں کہ جن پر حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے دستخط بحیثیت تحریر کنندہ کے ثبت ہیں۔ رضی اللہ عنہ

۸۔ بریدہ بن الحصب رضی اللہ عنہ: یہ نبی کریم ﷺ کے سفر ہجرت کے دوران مسلمان ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی معیت میں سولہ غزوات میں شرکت کی۔ کتب سیر میں بلال بن سراج بن مجاعہ سے ایک روایت منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجاعہ کو یمن میں ایک جاگیر عطا کی تھی۔ اس کی کتابت بریدہ نے کی اور اس تحریر کی یہ عبارت تھی۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مجاعہ بن مرارہ جو بنی سلیم سے ہے کے لئے کہ میں تم کو ایک سرحدی زمین دیتا ہوں۔ جو کوئی تم سے اس معاملہ میں جھگڑا کرے اسے چاہیئے کہ میرے پاس آئے..... اس کو بریدہ نے لکھا۔ (رضی اللہ عنہ)

۹۔ حضرت ثابت بن قیس بن شماس الانصاری الاخزرجی رضی اللہ عنہ : یہ خطیب رسول اور خطیب انصار کے لقب سے ملقب تھے۔ حضرت ثابت جہیر الصوت تھے۔ جب سورۃ حجرات کی اس آیت کا نزول ہوا جس میں یہ حکم ہے کہ "نبی کریم ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بات نہ کرو، ورنہ حبط اعمال کی سزا ملے گی۔" اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ثابت عزلت نشین ہوگئے۔ ان کی غیر حاضری کے باعث نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ثابت غیر حاضر ہے کوئی شخص جا کر اس کی خبر گیری کرے۔ حضرت سعد نے عرض کیا کہ میں جا کر ان کی خبر لاتا ہوں۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ یہ گھر کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے گریہ وزاری میں مبتلیٰ ہیں۔ حضرت سعد نے اس آہ و بکا کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے جواباً فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ میں بلند آواز ہوں۔ اور نبی کریم ﷺ کی آواز سے میری آواز بلند ہوجاتی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کرنے کے متعلق جو وعید نازل ہوئی ہے وہ بھی تمہیں معلوم ہے۔ میں تو اہل دوزخ میں ہوگیا اور میرے اعمال برباد ہوگئے۔ حضرت سعد واپس نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ثابت بن قیس کی حالت زار آکر بیان کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جا کر ان کو کہو تو اہل دوزخ میں سے نہیں بلکہ تو اہل جنت میں سے ہے۔" ابن سعد، ابن کثیر اور ابن سید الناس نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر مسیلمۃ الکذاب کے خلاف برپاہ شدہ جنگ یمامہ میں ان کی شہادت ہوئی۔ اور شہادت کے بعد ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ حضرت قیس نے اس شخص کو اپنے مال و متاع کے متعلق وصیت کی۔ سیدنا ابوبکر اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم نے خواب میں بیان کی ہوئی اس وصیت کو جائز قرار دیا۔ "رضی اللہ عنہ"

۱۰۔ حضرت جہیم بن الصلت بن مخرمہ المطلبی رضی اللہ عنہ : آپ نے زمانۂ کفر میں غزوۂ بدر کے وقوع سے قبل ایک خواب دیکھا کہ ایک گھوڑے کا سوار صنادید قریش کی موت کی خبر سنا رہا ہے۔ ابوجہل کو جب اس خواب کی خبر ہوئی تو اس نے کہا، بنو المطلب میں سے ایک اور نبی پیدا ہوگیا۔ کل جب ہمارا اور محمد کا ٹکراؤ ہوگا تو پتہ لگ جائیگا۔ ابن سعد نے فتح مکہ کے وقت ان کے اسلام لانے کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن عبدالبر اور ابن الاثیر کی روایت ہے کہ آپ غزوۂ خیبر یعنی ۷ ھ کے سال مسلمان ہوئے۔ البلاذری کی تصریح کے مطابق آپ دور جاہلیت سے لکھنا جانتے تھے۔ المسعودی کی روایت کے مطابق حضرت جہیم اور زبیر اموال الصدقہ کی تفصیل لکھا کرتے تھے۔ ابن سید الناس نے بھی ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"۔

۱۱۔ حضرت حاطب بن عمرو بن عبدالشمس رضی اللہ عنہ : آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہے۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینہ منورہ کی طرف بھی۔ غزوۂ بدر میں بھی ان کو شرکت کا شرف

حاصل ہے۔ ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ

۱۲۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق علاقہ یمن سے تھا اس بنا پر ان کے والد کو "الیمان" کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ ورنہ ان کا اصل نام "الیحل" تھا۔ غزوۂ بدر کے موقعہ پر ابوجہل کے لشکر کے ساتھ ان کا ٹکراؤ ہو گیا۔ کفار نے ان کو پکڑ لیا اور اس معاہدہ پر ان کو رہا کیا کہ محمد ﷺ کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف جنگ نہیں کرو گے۔ یہ رہائی کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کو یہ واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم معاہدہ پورا کرو اور ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔ غزوۂ احد میں یہ اپنے والد کے ساتھ ہی شریک جہاد ہوئے۔ ایک مغالطہ کے باعث ان کے والد مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے خون بہا ادا کرنے کا ارادہ فرمایا لیکن انہوں نے معاف کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایران کے دارالحکومت پر ان کو گورنر مقرر کیا گیا۔ یہ اپنے دراز گوش پر سوار ہو کر وہاں تشریف لے گئے۔ لوگ اپنے مدائن حاکم کے استقبال کے لئے شہر سے باہر انتظار کرتے رہے۔ اور یہ وہاں سے گزر گئے۔ جب دارالامارت میں جا کر فروکش ہوئے تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ ہمارے حاکم ہیں۔ منافقین کے متعلق خاص علم کی بناء پر "صاحب السر" ان کا لقب تھا۔ اگر مدینہ میں یہ ہوتے اور کسی شخص کا انتقال ہوجاتا۔ اگر یہ نماز جنازہ میں شریک ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شریک ہوتے ورنہ نہیں۔ القرطبی اور العراقی نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۱۳۔ حضرت حنظلہ بن الربیع الکاتب التمیمی رضی اللہ عنہ: یہ الکاتب کے لقب سے مشہور تھے۔ ایک دوسرے صحابی بھی حنظلہ کے نام سے ہیں۔ ان کا لقب "غسیل الملائکہ" ہے۔ حدیث کی امہات الکتب میں واقعہ مذکور ہے کہ حنظلہ ایک دفعہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے متعلق کہنے لگے کہ حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے۔ (معاذ اللہ) کیونکہ جب رسول اللہ کی خدمت میں ہوتے ہیں اور آپ ﷺ جنت و جہنم کا تذکرہ فرماتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشیاء ہمارے مشاہدہ میں ہیں اور جب ہم اپنے مال و متاع اور اپنے اہل و عیال میں مشغول ہوجاتے ہیں تو یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ اس پر سیدنا صدیق اکبر نے فرمایا کہ یہی کیفیت تو میری بھی ہے۔ یہ دونوں حضرات نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی کیفیت بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اے حنظلہ! اگر تم اس حال پر ہمیشہ قائم رہو جو میرے پاس ہونے سے ہوتا ہے۔ تو یقیناً فرشتے تم سے مجلسوں اور راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں اور بستروں پر تم سے ملاقات کریں۔ لیکن اے حنظلہ! وقت وقت کی بات ہوتی ہے" یہ مشہور واقعہ حضرت حنظلہ الکاتب کا ہے۔ لیکن واعظین حضرات یہ واقعہ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کے متعلق بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ نسبت بالکل ہی غلط ہے۔ امام مسلم بن حجاج القشیری اور ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ "رضی اللہ عنہ"

۱۴۔ حضرت مویطب بن عبد العزیٰ القرشی العامری رضی اللہ عنہ: آپ فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہوئے غنائم حنین میں سے نبی کریم ﷺ نے ان کو ایک سو اونٹ عطا کئے تھے۔العراقی اور ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے رضی اللہ عنہ

۱۵۔ حضرت خالد بن سعید بن العاص الاموی رضی اللہ عنہ: آپ قدیم الاسلام تھے۔ آپ نے ایک خواب دیکھا کہ دہکتی ہوئی آگ کا ایک گڑھا ہے۔ آپ کا باپ یعنی سعید آپ کو اس میں دھکیل رہا ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ ان کو کاندھوں سے پکڑ کر پیچھے کھینچ رہے ہیں۔انہوں نے یہ خواب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سے بیان کیا۔انہوں نے ان کے سامنے دعوت اسلام پیش کی۔ حضرت خالد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ جب ان کے باپ کو ان کے اسلام قبول کرنے کی خبر ہوئی تو اس نے ان کو بے حد ستایا اور تین دن تک مسلسل بھوکا اور پیاسا رکھا اور اپنے باقی بیٹوں کو ان کے ساتھ گفتگو کرنے سے منع کر دیا اور ساتھ یہ دھمکی بھی دی کہ اگر کسی نے خالد کے ساتھ گفتگو کی تو اس کو بھی سخت سزا دی جائے گی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس مقاطعہ اور تمام مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور توفیق ایزدی کے باعث کفر کے یہ تمام حربے بے کار ثابت ہوئے۔اور آپ کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی لغزش پیدا نہ کرسکے۔جب مسلمانوں نے حبشہ کی جانب ہجرت ثانیہ کی تو یہ بھی اپنی زوجہ امیمہ بنت خالد الخزاعیہ کے ساتھ اس ہجرت میں شریک ہوئے۔اس دیار غیر میں یہ دس سال مقیم رہے۔ان مہاجرین حبشہ میں سیدہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا بھی شریک تھیں۔حبشہ میں ان کا خاوند عبید اللہ بن جحش مرتد ہو کر مر گیا۔جب نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے عمرو بن امیہ ضمیری کو ام حبیبہ کے لئے نکاح کا پیغام دے کر شاہ حبشہ نجاشی کے پاس بھیجا۔اور نجاشی نے اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ بی بی ام حبیبہ کے پاس یہ پیغام بھیجا۔اس پر سیدہ ام حبیبہ نے اپنی طرف سے حضرت خالد بن سعید کو اپنا وکیل بنایا۔غزوہ خیبر کے سال یعنی ۷ ھ میں سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت خالد بھی مدینہ منورہ میں آئے۔ان کی کوشش سے نبی کریم ﷺ اور اہل طائف کے درمیان مصالحت ہوئی اور وفد ثقیف کا نوشتہ انہوں نے تحریر کیا۔ایک روایت کے مطابق مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے کتابت وحی کا شرف ان کو حاصل ہوا۔ابن سعد اور ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ڈاکٹر حمید اللہ نے "الوثائق السیاسیہ" میں سات ایسے وثائق کی نشاندھی کی ہے جن کے کاتب حضرت خالد بن سعید ہیں خلافت صدیقی میں جب مسلمان رومیوں کے خلاف جہاد میں مصروف ہوئے تو معرکہ اجنادین میں سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل شہید ہوگئے تو ان کی بیوہ ام حکیم بنت ہشام مخزومیہ کی انقضائے عدت کے بعد حضرت خالد بن سعید نے ۴۰۰ دینار حق مہر پر ان کے ساتھ نکاح کیا۔ یہ نکاح مرج الصفر کے مقام پر ہوا جو دمشق کے قریب ہے۔ایک پل کے پاس جو قنطرہ ام حکیم کے نام سے موسوم ہے۔وہاں رسم

عروسی ادا ہوئی۔لوگ ابھی دعوت ولیمہ سے بھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ حضرت خالد بن سعید اسی میدان میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوگئے۔سیدہ ام حکیم اٹھیں، اپنے کپڑوں کو باندھا اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر کفار پر حملہ زن ہوئیں اور سات کافروں کو جہنم رسید کیا "رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہا"

۱۶- قائد المجاہدین سیف من سیوف اللہ ابو سلیمان خالد بن ولید المخزومی رضی اللہ عنہ:

یہ وہ ذات ہے کہ جن کی شخصیت دور جاہلیت اور اسلام میں عالم انسانیت کی عبقریت کا معیاری نمونہ تھی۔ قبول اسلام سے قبل یہ مسلسل مسلمانوں کے خلاف مصروف جنگ رہے۔لیکن اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کے محیر العقول عسکری نظم و ضبط اور دفاعی حکمت و تدبیر سے اتنے متاثر ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی شخصیت ان کے دل میں گھر کر گئی تھی۔جو بعد میں اسلام سے مشرف ہونے کا نقطہ آغاز ثابت ہوئی۔عمرۃ القضاء کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے ان کے بھائی حضرت ولید بن ولید سے خالد کے متعلق دریافت کیا لیکن اس موقعہ پر یہ مکہ سے غائب ہوگئے تھے۔واپسی پر ان کے بھائی نے ان کے نام پر ایک اثر انگیز خط تحریر کیا۔ یہ خط ان کے قلب میں پوشیدہ جذبات کا محرک ثابت ہوا۔یہ مکہ سے عثمان بن طلحہ العبدری کی معیت میں تلاش حق کے لئے نکلے۔راستہ میں حضرت عمرو بن العاص السہمی سے ان کی ملاقات ہوگئی۔وہ حبشہ سے اسلام قبول کرنے کے لئے مدینہ منورہ جارہے تھے۔یہ تینوں حضرات جب مدینہ منورہ پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا "رمتکم مکتہ با خلاذ کبدھا" یعنی مکہ نے اپنے جگر گوشے تمہاری طرف پھونک دیئے ہیں۔قبول اسلام کے بعد عہد نبوۃ۔عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں یہ مسلسل جہاد اور اعلاء کلمتہ اللہ میں مصروف رہے۔خلافت فاروقی میں عساکر اسلامی کی قیادت سے معزولی کو بے چون و چرا تسلیم کرنا اور ایک سپاہی کی حیثیت سے جہاد میں مصروف ہوجانا اسلام کی حقانیت اور ان کے اخلاص عمل اور صدق نیت پر برہان بین ہے۔ایرانی کسرویہ اور رومی قیصریہ کی ظالمانہ اور جابرانہ ملوکیت کے خاتمہ میں حضرت خالد بن ولید کی جہادی مساعی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔العراقی اور ابن سید الناس نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ابن کثیر نے عمرو بن حزم کی روایت سے نبی کریم ﷺ کا ایک حکم نامہ نقل کیا ہے جسکا کاتب حضرت خالد بن ولید ہے اور اس تحریر کی عبارت یہ ہے۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد ﷺ کی طرف سے تمام مومنین کی طرف کہ یہاں کوئی شکار نہ کرے اور شکار کو نہ پکڑے اور نہ ہی قتل کرے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہوا پایا گیا تو اسے کوڑے مارے جائیں گے اور اس کے کپڑے اتار دیئے جائیں گے اور اگر کوئی ان حدود کو توڑے گا تو وہ ماخوذ ہوگا اور اسے حضور ﷺ کے روبرو پیش کر دیا جائے گا اور یہ تحریر محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے اور اسے خالد نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے لکھا ہے اور کوئی انہیں پامال نہ کرے ورنہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والا ہوگا جیسا کہ محمد رسول اللہ ﷺ

نے حکم دیا ہے"۔

۱۷۔ سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ: آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہے۔ حضرت زبیر نبی کریم ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی اور ہم زلف ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے پہاڑ کی بلندی پر کھڑے ہو کر قریش کو تبلیغ دین کے لئے پکارا تو یہ تلوار لے کر نکلے۔ نبی کریم ﷺ نے تلوار لانے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے عرض کیا کہ اس لئے کہ اگر کوئی شخص آپ سے جھگڑا کرے تو اس تلوار سے اس کی گردن ماردونگا۔ اس لئے آپ پہلے شخص ہیں جس نے اللہ کے راستہ میں تلوار اٹھائی۔ آپ عشرہ مبشرہ کی محفل کے رکن ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے جن چھے افراد کی مجلس شوریٰ مقرر کی تھی ان میں سے ایک حضرت زبیر ہیں۔

آپ کے متعلق نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ "لکل نبی حواری و حواری زبیر" یعنی ہر نبی کا ایک خاص دوست مددگار تھا اور میرا یہ دوست زبیر ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کے بعد مطالبۂ قصاص میں حضرت زبیر پیش پیش تھے۔ سبائیوں کی سازش کے باعث پیش آنے والے واقعۂ جمل کے موقعہ پر ان کی شہادت ہوئی۔ ابن جرموز نے حالت نماز میں ان کو شہید کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے قاتل کو جہنم کی وعید سنائی۔ قبیلہ طے کے بنو معاویہ کی جانب انہوں نے نبی کریم ﷺ کا خط تحریر کیا۔ ابن سید الناس اور العراقی نے ان کو نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں شمار کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

۱۸۔ حضرت زید بن ثابت بن ضحاک بن زید الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ: جنگ بعاث میں ان کا والد قتل ہو گیا۔ اس وقت یہ چھے سال کی عمر میں تھے۔ نبی کریم ﷺ جس وقت ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت یہ گیارہ سال کی عمر میں تھے۔ اور قرآن مجید کی سترہ سورتیں یاد کر چکے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کو یہ سورتیں پڑھ کر سنائیں تو آپ نے مسرت کا اظہار فرمایا۔ آپ ﷺ کے حکم سے یہود کی زبان سیکھی اور پندرہ ایام میں انہوں نے اس زبان میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ اس زبان میں تحریر کردہ خطوط پڑھ بھی سکتے تھے اور تحریر بھی کر سکتے تھے۔ ان کے متعلق سرور کائنات ﷺ کا فرمان ہے۔

"افرض امتی زید بن ثابت"۔

یعنی میری امت میں سب سے زیادہ علم فرائض جاننے والا زید بن ثابت ہے۔ امام عامر شعبی کا قول ہے۔ ممتاز قاضی چار ہیں۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم مسروق کا قول ہے کہ صحابہ میں سے اصحاب فتویٰ چھے حضرات ہیں۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر یہ انصار کے علم بردار تھے۔ نبی کریم ﷺ کے کاتبین میں ان کا شمار خبر نواز کے ساتھ ثابت ہے۔ "رضی اللہ عنہ"۔

حکیم محمود احمد ظفر

کہکشاں

عدلیہ کی آزادی

کوفہ جس کی بنیاد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں رکھی تھی اور قریباً پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو اس میں آباد کیا تھا، ایک نہایت شاندار شہر تھا۔ یہ شہر علم و عمل کا گہوارہ بھی رہا اور عدل و انصاف کا مرکز بھی کیونکہ اس میں سیدنا علی اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے فقیہ النفس حضرات لوگوں کو عدل و انصاف مہیا کرتے تھے۔

اسی کوفہ میں عدالت کا اجلاس ہو رہا تھا اور قاضی شریک بن عبداللہ مقدمات کی سماعت فرما رہے تھے۔ عدالت کے باہر لوگوں کا ہجوم تھا جن کے مقدمات کی شنوائی اس عدالت میں ہوئی تھی۔ عدالت کا دربان انہیں باری باری اندر بھیجتا اور وہ قاضی کے حضور اپنے مقدمات پیش کرتے۔ قاضی صاحب ان کی بات سنتے اور عدل و انصاف کے تقاضے کے مطابق ان کی شکایت کا ازالہ فرماتے۔

اسی ہجوم میں ایک بڑھیا بھی کھڑی تھی۔ وہ کئی گھنٹوں سے کھڑی تھی۔ اس کے چہرے سے فکر و تردد بھی ٹپک رہا تھا اور ضعف و مسکنت کے آثار بھی نمایاں تھے۔ وہ کچھ زیادہ ہی پریشان حال تھی۔ دوسرے طویل انتظار کی وجہ سے بھی وہ کھڑے کھڑے تھک گئی تھی۔ جب وہ تھک کر چور ہو گئی تو اس نے کھڑے کھڑے دربان کو بلند آواز سے اپنی طرف متوجہ کیا اور عدالت میں جلد پیش ہونے کی اس سے التجاء کی۔

دربان کو اس کی حالت پر رحم آیا۔ دوسرے وہ عورت زاد بھی تھی۔ اس نے اس کو اندر بھیج دیا قاضی صاحب نے اسے دیکھا اور پوچھا:

"بیبی! تمہارا کیا معاملہ ہے؟"

"میں آپ کے پاس فریاد لے کر آئی ہوں کیونکہ آپ ہمارے قاضی ہیں"۔ عورت نے جواب دیا

"تم پر کس نے ظلم کیا؟" قاضی صاحب نے پوچھا

"گورنر موسیٰ بن عیسیٰ نے۔" عورت بولی

"کیا کہہ رہی ہو، امیر المومنین کے چچا نے تم پر ظلم کیا ہے؟ قاضی صاحب نے پوچھا۔

"جی حضور"

قاضی صاحب نے کہا "مجھے تفصیل سے بتاؤ کیا معاملہ ہے؟"

اس عورت نے معاملہ کی تفصیل کچھ یوں بیان کی!

"دریائے فرات کے کنارے میرا کھجور کا ایک باغ تھا جو مجھے ورثہ میں ملا تھا۔ میرے باپ کے انتقال کے بعد جب میرے بھائیوں نے اسے تقسیم کیا تو میں نے اپنے حصے کو دیوار بنا کر ان سے علیحدہ کر

لیا اور باغ کی حفاظت اور نگرانی کے لئے ایک ملازم رکھ لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد گورنر موسیٰ نے میرے بھائیوں کے حصہ کا باغ خرید لیا اور میرے حصہ پر اپنی حریصانہ نظریں گاڑ دیں۔ چنانچہ اس نے مجھے برملا کہہ بھی دیا کہ تم اپنا باغ میرے ہاتھوں فروخت کردو۔ میں نے فروخت کرنے سے انکار کر دیا، جو اسے اچھا نہ لگا۔"

اس عورت نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا'

"ایک روز گورنر چند نوجوانوں کو ساتھ لے کر باغ میں آیا اور اس دیوار کو گرا دینے کا حکم دیا جو میں نے تعمیر کی تھی۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ میں باغ فروخت کرنے پر مجبور ہو جاؤں۔ دیوار کے گرنے سے باغ کی حدود گڈمڈ ہو گئیں۔"

یہ سارا واقعہ بیان کر کے اس پریشان حال عورت نے کہا:

"اے قاضی! میں اب تیرے پاس اپنا حق لینے آئی ہوں اور آپ کے سامنے بھی یہ اعلان کرتی ہوں کہ میں اپنا باغ گورنر کے ہاتھ ہرگز نہیں فروخت کروں گی۔"

قاضی شریک یہ سارا قصہ بڑے غور سے سنتا رہا۔ جب وہ عورت بات ختم کر چکی تو قاضی نے لمحہ بھر کے لئے سر جھکایا پھر آواز دی، غلام!

"جناب میں حاضر ہوں"

"مٹی کا ایک ڈھیلا لاؤ" قاضی نے غلام سے کہا

غلام نے ڈھیلا پیش کر دیا۔ قاضی نے اس پر اپنی مہر لگائی اور غلام کو دے کر کہا:

"گورنر موسیٰ کے ہاں جاؤ۔ انہیں یہ ڈھیلا دو اور اپنے ساتھ لے کر آؤ۔"

غلام وہ ڈھیلا لے کر گورنر کے مکان پر پہنچا اور قاضی شریک کا جاری کردہ سمن اس کے حوالے کر کے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔

گورنر غصہ سے لال پیلا ہو گیا۔ آنکھوں سے چنگاریاں جھڑنے لگیں۔ غیظ و غضب سے ایسا پاگل ہو گیا کہ کبھی مسند پر بیٹھتا اور کبھی ٹہلنے لگتا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے اپنے باڈی گارڈ افسر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ

"فوراً قاضی شریک کے پاس جاؤ اور انہیں میری طرف سے کہو کہ تم بھی عجیب آدمی ہو۔ ایک عورت کا بالکل جھوٹا دعویٰ تم نے تسلیم کر لیا اور اب مجھے اس کے دوش بدوش کھڑا کرنے کے لئے عدالت میں بلا رہے ہو؟ تمہیں میرے منصب کا کچھ تو لحاظ ہونا چاہیے تھا۔"

وہ افسر قاضی شریک کے مزاج سے بخوبی واقف تھا۔ لہذا اس نے گورنر موسیٰ سے دست بستہ ہو کر التجاء کی کہ

"گورنر صاحب! میں معذرت خواہ ہوں۔ آپ میری جگہ کسی اور شخص کو قاضی صاحب کے پاس بھیج دیں تو بہتر ہو گا۔" گورنر پہلے ہی غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اس افسر کا جواب سن کر وہ چیخا اور کہا:

"کیا تمہیں قاضی سے ڈر لگتا ہے۔ تم فوراً اس کے پاس جاؤ اور میرا یہ پیغام دو۔"

باڈی گارڈ افسر کے لئے اب کوئی چارہ کار نہ تھا۔ مجبوراً وہ قاضی شریک کی عدالت میں حاضر ہوا اور انہیں گورنر کا پیغام پہنچایا۔

قاضی صاحب نے اسی وقت غلام کو بلا کر حکم دیا کہ اس شخص کو پکڑ کر جیل میں ڈال دو۔ "کیا آپ مجھے قید کرنے لگے ہیں؟" اور افسر نے خوف اور حیرت کے ملے جلے لہجے میں پوچھا "ہاں! میں نے تمہیں قید کرنے کا حکم دیا ہے۔" قاضی نے جواب دیا۔ کیونکہ تم ایک ناجائز کام کروانے میرے پاس آئے ہو۔ تم شریعت کا حکم معطل کرنا چاہتے ہو۔"

گورنر کو جب پتہ چلا کہ قاضی نے گارڈ افسر کو جیل بھیج دیا ہے تو وہ اور زیادہ سیخ پا ہو گیا۔ اب اس نے اپنا حاجب قاضی شریک کی عدالت میں بھیجا۔ اس نے عدالت میں حاضر ہو کر قاضی صاحب سے گزارش کی کہ

"وہ گارڈ افسر تو صرف پیغام لے کر آیا تھا، لیکن آپ نے اسے جیل بھیج دیا۔ اس بیچارے کا قصور کیا تھا؟"

قاضی شریک نے جب یہ سنا تو فوراً غلام کو آواز دے کر بلایا۔ وہ حاضر ہوا تو اسے حکم دیا کہ اس حاجب کو بھی اسی کے دوست کے ساتھ قید کر دو۔"

گورنر موسیٰ نہایت بے صبری اور بے چینی سے حاجب کا انتظار کر رہا تھا۔ جب سورج افق مغرب سے چھپنے کے قریب آیا تو اسے کہیں سے پتہ چلا کہ قاضی شریک نے گورنر کے حاجب کو بھی جیل بھیج دیا ہے۔ اب تو گورنر کی حالت دیدنی تھی۔ وہ زخمی سانپ کی طرح تڑپ رہا تھا لیکن اسے کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ آخر اس نے معززین کوفہ جن میں قاضی شریک کے کئی دوست احباب بھی تھے، طلب کئے اور انہیں صورت حال کے بارہ میں بتایا اور انہیں کہا کہ

"آپ حضرات قاضی صاحب کے پاس جائیں۔ انہیں میرا سلام کہیں اور انہیں بتائیں کہ آپ نے میری توہین کی ہے۔ میرے منصب کا کوئی لحاظ نہیں رکھا۔ میں عام شہری نہیں ہوں کہ عدالتوں میں حاضری دیتا پھروں۔ پھر آپ نے میرے پیغامبروں کو بھی قید کر لیا ہے" معززین کوفہ اور قاضی شریک کے دوست ان کے ہاں گئے اور انہیں گورنر کا پیغام پہنچایا۔ قاضی صاحب کو غصہ آ گیا۔ انہوں نے ان حضرات سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"تم لوگ مجھے ایسی بات کہنے آئے ہو جس کا تمہیں کوئی حق نہیں۔"

پھر خدام کو آواز دی۔ چند نوجوان دوڑتے ہوئے آئے۔ قاضی صاحب نے حکم دیا کہ ان سب لوگوں کو پکڑ کر جیل میں بند کر دو"

اس حکم پر یہ لوگ حیران رہ گئے۔ انہیں توقع نہیں تھی کہ قاضی صاحب ہمارے ساتھ یہ سلوک کریں گے۔ یہ حضرات کہنے لگے۔ قاضی صاحب آخر ہمارا جرم کیا ہے؟"

"تم لوگ فتنہ ہو۔ حق کی راہ میں مزاحم اور قوانین شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ بن رہے ہو۔ تمہاری سزا قید ہی ہو سکتی ہے"

"لیکن کیا تم واقعی ہمیں جیل بھیج دو گے؟ انہوں نے پوچھا "ہاں، تاکہ آئندہ تم کسی ظالم کا پیغام نہ لاؤ" قاضی نے جواب دیا۔

گورنر موسیٰ کو جب قاضی صاحب کی اس بات کا پتہ چلا تو وہ غصہ سے لال بھبوکا ہو گیا۔ فوراً اپنا گھڑسوار دستہ لے کر جیل خانے پہنچا۔ داروغۂ جیل سے دروازہ کھلوایا اور ان سب قیدیوں کو رہا کر دیا جن کو قاضی شریک نے قید کیا تھا۔

شریک نے قید کیا تھا۔

یہ دن یونہی گزر گیا۔ اگلے روز صبح سویرے قاضی شریک عدالت لگائے بیٹھے تھے کہ داروغۂ جیل حاضر ہوا اور گزشتہ رات کی ساری روداد قاضی صاحب کے گوش گزار کر دی اور بتایا کہ گورنر موسیٰ بن عیسیٰ نے ان سب قیدیوں کو رہا کر دیا ہے جن کو کل آپ نے جیل بھجوا دیا تھا۔

قاضی شریک نے جونہی یہ سنا تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ عدالت برخاست کر دی اور گھر پہنچے۔ غلام سے کہا کہ "میرا سامان گھر پہنچا دو۔"

"کیا جناب منصب عدالت چھوڑ دینا چاہتے ہیں؟" غلام نے پوچھا۔

قاضی صاحب نے فرمایا:

"بخدا! ہم نے یہ منصب امیر المؤمنین سے مانگا نہیں تھا بلکہ انہوں نے خود زبردستی یہ کام ہمارے سپرد اس شرط پر کیا تھا کہ وہ یا ان کا کوئی اہل کار عدالت کے کام میں مداخلت نہیں کرے گا۔ آج یہ مداخلت ہوئی ہے لہذا ہم یہ منصب انہیں واپس لوٹانے جا رہے ہیں۔"

گورنر موسیٰ کو یہ خبر ملی کہ قاضی صاحب نے استعفاء دے دیا ہے اور وہ بغداد امیر المؤمنین کے پاس جا رہے ہیں۔ اب گورنر بجائے غصہ میں آنے کے سخت گھبرایا اور دل میں کہا کہ "اگر انہوں نے اس مظلوم خاتون کی داستان امیر المؤمنین کو سنا دی تو کیا ہوگا؟"

فوراً باڈی گارڈ دستہ ساتھ لیا اور قاضی صاحب کو راستہ میں جا لیا اور لگا منت سماجت کرنے۔

"ابو عبداللہ! دیکھیے نا، آپ نے میرے آدمی قید میں ڈال دئیے تھے"

"ہاں میں نے انہیں قید و بند میں ڈال دیا تھا۔ تو نے ایک عورت پر ظلم کیا ہے، وہ تیرا پیغام لے کر آئے تھے۔" قاضی صاحب نے جواب دیا۔

"آپ واپس تشریف لے چلیں اور اپنے فرائض اداء فرمائیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو کچھ آپ چاہیں گے وہی کروں گا اور وہی کچھ ہو گا۔" گورنر نے کہا۔

"نہیں جب تک وہ سب لوگ جیل نہیں چلے جاتے میں یہاں سے ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔" قاضی صاحب نے کہا

"قید خانے واپس چلے جائیں؟"

"ہاں، ورنہ میں امیر المومنین مہدی کے دربار میں جاؤں گا اور جو بوجھ انہوں نے میرے کندھوں پر لاد رکھا ہے وہ ان کے سامنے اتار کر ان کی خدمت میں رکھ دوں گا۔" اب حالت یہ ہو گئی تھی کہ گورنر موسیٰ کے لئے سوائے سر تسلیم خم کرنے کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ چنانچہ گورنر نے ان سب لوگوں کو جیل بھجوا دیا جنہیں قاضی صاحب نے قید کیا تھا۔

اب قاضی صاحب نے اپنے غلام سے کہا کہ گورنر کی سواری کی لگام پکڑو اور انہیں میری عدالت میں حاضر کرو۔

حکم کی تعمیل کی گئی۔ گورنر موسیٰ عدالت میں حاضر کئے گئے۔ قاضی شریک نے مظلوم عورت کو گورنر کے سامنے کھڑا کیا اور کہا:

"بی بی! فریق ثانی حاضر ہے، جو کچھ کہنا ہے بے خوف ہو کر کہو"

"لیکن آپ سب سے پہلے ان لوگوں کو تو رہا کریں جن کو آپ نے جیل میں بند کر رکھا ہے کیونکہ میں حاضر ہو چکا ہوں۔" گورنر موسیٰ نے کہا۔

"ہاں، اب انہیں رہا کر دیا جائے گا۔ قاضی نے جواب دیا۔

پھر قاضی نے گورنر سے پوچھا:

"اس خاتون نے جو دعویٰ دائر کیا ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟"

"یہ بالکل سچ کہتی ہے۔" گورنر نے جواب دیا۔

"جو مال آپ نے لیا ہے اسے واپس کر دیجئے اور جو دیوار گرائی تھی ویسی ہی نئی دیوار فوراً بنوا دیجئے۔"

"حکم کی تعمیل ہو گی۔"

اب قاضی نے عورت سے پوچھا

"اب کوئی شکایت تو نہیں رہی؟"

"نہیں، قاضی صاحب، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی برکات سے نوازے اور آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔"

عورت تو یہ کہہ کر چلی گئی مگر قاضی شریک نے اسلامی عدل و انصاف کی تاریخ میں ایک روشن باب کا اضافہ کر دیا۔

تبع.........شاہِ یمن

تبع یمن کے بادشاہ کا لقب تھا اس تبع کا نام اسعد بن کلیکرب تھا (۱) اس کے ساتھ چار سو علماء یہود تھے اس نے یثرب کے یہودی علماء سے حضور انور ﷺ کی بشارت اور یہاں تشریف آوری کے حالات سنے تو مشرف بہ اسلام ہو گیا یعنی آپ کی بعثت سے سات سو سال پہلے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

شہدت علی احمد اَنہ
رسول من اللہ باریٔ النسم
فلو مد دھری الیٰ دہرہ
لکنت وزیرالہ و ابن عم

(کتب سابقہ میں اسم گرامی احمد ہے۔ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ﷺ)

جیسا کہ ورقہ بن نوفل مکہ مکرمہ کے عیسائی عالم نے اظہار عقیدت کیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا لاتسبوا تُبعاً فانہ کان مومنا

اور بخاری شریف میں ہے۔

لا تسبّواتبعاً فانہ اوّل ماکسی الکعبہ

کیونکہ یمن زمانہ قدیم سے پارچہ بافی کا مرکز تھا اس لئے کعبہ شریف کا غلاف بھی یمن ہی سے آیا تھا خود سید دو عالم ﷺ نے یمنی کپڑوں کو زیب تن کرنے کی سعادت بخشی ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فریاد اور عشق و فراق کو یوں ادا فرمایا۔

بروں آور سراز بردیمانی
کہ صبح تست صبح زندگانی

سید دو عالم ﷺ کے نعلین مبارکین طائف سے تیار کردہ چمڑے سے بنائے جاتے تھے جامی ہی نے فرمایا

ادیمے طائف نعلینِ پاکن
شراک از اشتہا جان ماکن

غزوہ احد کے ضمن میں یہ وضاحت ضروری ہے۔ احد پہاڑ مدینے کے شمال میں شرقاً غرباً کم و بیش بہ خط مستقیم پھیلا ہوا ہے۔ تقریباً وسط میں اس میں ایک جگہ خماد آتا ہے اور نیم دائرے یا گھوڑے کے نعل کی شکل کا ایک کافی وسیع میدان بن گیا ہے۔ اس کے عقبی یعنی شمالی حصے میں ایک بہت ہی تنگ درے سے

گذرنے سے اندر مزید کھلے یا محفوظ میدان مل جاتے ہیں۔ احد سے جنوبی دامن میں وادی قناۃ ہے اس کے جنوب میں جبل عینین ہے جسے اب جبل الرماۃ کہا جاتا ہے۔ شمال میں احد کے دامن میں جو کھلا میدان ہے اس میں پانی کے دو چشمے اب بھی ہیں اور کوئی تعجب نہیں جو انہیں چشموں کے باعث جبل الرماۃ کو جبل عینین یعنی دو چشموں کا پہاڑ کہا جاتا ہے۔

یہ تو ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی حال فرانس کی تحقیق ہے جسکو انہوں نے بہ چشم خود ملاحظہ فرمایا (۱۹۴۵ سے پہلے) اس گناہ گار نے جنوری ۱۹۳۹ء میں خود ان گناہ گار آنکھوں سے وہ میدان رفیع الشان دیکھا سید الشہدا کے مزار پر انور کے پہلو میں پانی کا چشمہ تھا اور ایک نیم کا پودا تجلی پہ تھا جسکا تہہ تہہ بہ زبان حال یہ کہہ رہا تھا۔

ہر گز نمیرد آنکہ زندہ شد دلش بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

سید دو عالم ﷺ کا ظہور قدسی نہ اتفاق تھا نہ اکتسابی تھا بلکہ اس کا فیصلہ حضرت آدم علیہ السلام کے معبود میں آنے سے پہلے ہو چکا تھا جس کا علم سید دو عالم ﷺ کو تھا اس لئے ارشاد فرمایا

کنت نبیّا و آدم لمنجدل من الماء و الطین

اس لئے ہر نبی علیہ السلام بلکہ جنات اور کاہنوں نے ظہور قدسی کی خبر دی تھی سید دو عالم ﷺ کے جد اعلیٰ کعب بن لوی ہر جمعہ کو قریش مکہ کو جمع کر کے ایک منظوم خطبہ پڑھا کرتے تھے جس کے مندرجہ ذیل اشعار بھی تھے۔

علی غفلة یأتیَ النبی محمد
فَیخبر اخباراً صدوقا خبیرھا
یالیتنی شاھداً فحواء دعوته
حین العشیرة تبغی الحق خذلانا

مدینہ منورہ (سابق یثرب) میں خاندان اوس کے مورث اعلیٰ اوس نے مندرجہ ذیل وصیت فرمائی تھی

فان لنا ربا فوق عرشه
علیما بما یأتی من الخیر والشر
الم یاتی قومی ان للہ دعوة
یفوز بھا اھل السعادة والبر
اذا بعث المبعوث من آل غالب
بمکته فیما بین زمزم والحجر
ھنالک فابغوا نصره ببالاد کم

بنی عامر ان السعادۃ فی النصر

چونکہ یثرب میں اھل الکتاب (یہود) کافی آباد تھے بلکہ ساری آبادی ان ہی کی تھی اور وہ سید دو عالم ﷺ کی عظمت اور عند اللہ قبولیت کے اس قدر قائل اور معترف تھے کہ حسب ارشاد خداوندی

وکانو امن قبل یستفتحون علی الذین کفروا (الایہ سورۃ بقرہ ۸۹)

کفار اور مشرکین سے مقابلہ میں فتح کی دعائیں آپ کی ذات گرامی کو وسیلہ بنا کر کرتے تھے۔ یہودیوں کے علماء اور احبار کے ہاں آپ کی تشریف آوری اس قدر یقینی تھی کہ جب یمن سے عیسائی بادشاہ تبع نے مدینہ منورہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو احبار یہود نے اسے منع کرتے ہوئے یہ وجہ بیان کی کہ یہ بستی نبی آخرالزمان ﷺ کی ہجرت گاہ ہے۔ تبع کی طرف مندرجہ ذیل شعر منسوب ہے۔

روحیٰ الیّ نصیحتہً کی ازدجر

عن قریہ محجورۃ بمحد

چنانچہ تبع واپس چلا گیا مگر جاتے جاتے ایک مکان خرید کر احبار یہود کے سردار کے حوالے کیا کہ یہ مکان اس نبی آخر الزمان ﷺ کے لئے محفوظ رکھا جائے۔ جب وہ تشریف لائیں تو اس میں رونق افروز ہوں اکثر سیرت نگاروں نے فرمایا کہ یہی وہ مکان تھا جس میں میزبان شہنشاہ دو عالم ﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فروکش تھے۔ چنانچہ سید دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف رخ فرمایا تو کئی مقامات پر آپ کو فروکش ہونے کی درخواست کی گئی حتیٰ کہ ایک مقام پر آپ ﷺ کی ناقہ مبارکہ کی پر نور اور پر اسرار مہار بھی پکڑی گئی مگر حضور انور ﷺ نے فرمایا

انترکوناقتی فانھاما مورۃ

میری اونٹنی کو چھوڑ دو اسے جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا وہاں بیٹھ جائے گی۔ چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی ؓ عنہ کے مکان کے سامنے بیٹھ گئی اور حضور انور ﷺ اس دو منزلہ مکان کی نچلی منزل میں رونق افروز ہوگئے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پورے عرب بلکہ بیرونی دنیا میں بھی آپ کی مدینہ منورہ تشریف آوری مشہور اور معروف تھی۔ خصوصاً قبیلہ بنو نجار تو جان و دل کو فرش راہ اس لئے بنائے ہوئے تھے کہ سید دو عالم ﷺ کی جدہ عالیہ سلیم بنت عمرو بن زید حضرت عبدالمطلب بن ہاشم کی والدہ ماجدہ اسی قبیلہ سے تھیں اور حضور انور ﷺ نے جبکہ آپ کی عمر اس عالم ناسوتی میں تقریباً ۶ سال تھی والدہ ماجدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ اسی قبیلہ کو اپنے قدوم سے مشرف فرمایا تھا آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ

"میں نے قبیلہ عدی بن النجار کے کنویں میں تیرنا سیکھا تھا"۔

یعنی مدینہ منورہ کے ساتھ آپ کا تعلق دیرینہ تھا اس لئے جب اہل مدینہ کو اس کا علم ہوا کہ سید دو عالم ﷺ مکہ مکرمہ کو چھوڑ چکے ہیں ان کو یقین تھا کہ آپ مدینہ منورہ ہی تشریف لائیں گے۔ اسی انتظار میں عورتیں اپنے

مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر مکہ مکرمہ سے آنے والے راستے کو دیکھا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ ایک دن دوپہر کے قریب دو اونٹوں کا ایک مختصر قافلہ جس میں سید دو عالم ﷺ اور آپ کے جاں نثار رفیق غار و مزار حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ایک غلام اور ایک راہ بر تھا قبا پہنچا دور سے نظر پڑتے ہی منٹوں میں اوس اور خزرج کے تمام مرد ہتھیار سے سج کر اپنی بستی سے ایک یا ڈیڑھ فرلانگ بڑھ کر ثنیۃ الوداع کی ٹھیکری پر اعزازی دستے کے طور پر راستے کے دونوں طرف جمع ہو گئے چھوٹی لڑکیاں دف بجانے لگیں اور یہ استقبالی شعر پڑھنے لگیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا مادعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

ترجمہ:۔

"چودھویں رات کا چاند ہم پر ثنیۃ الوداع سے آشکارا ہوا
ہم پر اس وقت تک شکر واجب ہے جب تک کہ کوئی عابد خدا کی عبادت کرتا رہے گا۔
اے وہ ذات گرامی جسے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے آپ جیسی چیز لائے ہیں جسکی ہم ضرور اطاعت کریں گے۔"

یہ تو ان اشعار کا لفظی ترجمہ ہے مگر ان اشعار کے ہر ہر کلمہ بلکہ ہر ہر حرف میں عقیدت اور محبت کے وہ جواہر نمایاں ہیں جن کی تشریح ناممکن ہے۔ سید دو عالم ﷺ کو بدر یعنی چودھویں رات کے چاند سے تعبیر کیا گیا۔ اور یہی تعبیر عشاق محبوب رب العالمین ﷺ نے اپنے منثور اور منظوم کلام میں کی ہے۔ ثنیۃ الوداع وہ گھاٹی یا جگہ ہے جہاں اہل مدینہ معزز مہمان کا استقبال کرتے تھے اور جانے والے مہمان کو الوداع کہنے کے لئے یہاں تک آتے تھے اس کلمے میں بھی عجیب تلمیح ہے۔ ثنیۃ الوداع سے چودھویں رات کا وہ چاند طلوع ہوا جس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مدینہ منورہ کو منور رکھنا ہے۔ اب یثرب "مدینہ منورہ" کے مخصوص اور ممتاز نام کے ساتھ قیامت تک آباد رہے گا۔ ثنیۃ الوداع پر دور عثمانی میں ایک چھوٹی سی خوبصورت اور ممتاز مسجد بنائی گئی تھی مگر سنا ہے کہ اب وہ بھی توحد کی لپیٹ میں آ کر ختم کر دی گئی ہے۔ کاش شعائر اور مقابر اور مآثر اور مظاہر میں فرق رکھا جاتا تو برکات کا وہی نزول رہتا۔ آج سے تیس چالیس سال پہلے زائرین حرم اطہر علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام نے احد کا وہ میدان اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ان سنگریزوں اور چھوٹے چھوٹے پتھروں کی زیارت کی تھی جن پر صحابہ کرام کے مبارک پاؤں پڑے تھے اور جن پر خود رحمت دو عالم ﷺ کے قدم مبارک پڑے تھے اب وہاں بھی رہائشی کالونی تعمیر کی گئی ہے۔ جن میں فلش نما بیت الخلا بن چکے ہیں اور وہاں نالیوں میں پیشاب بہہ رہا ہے۔

بسے نادیدنی رادیدہ ام من
مرا اے کاشکے مادر نہ زادے

زیبائش و آرائش سے زائرین حرمین کا مقصود اور مطلوب نہیں ہوتا بلکہ حقیقی مشتاق کے لئے تو وہاں کے سنگریزے لعل و یاقوت سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں فالی اللہ المشتکی۔

دوسرے اور تیسرے مصرع میں عملی اور قولی عقیدت کا اظہار ہے کہ ہم اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے رہیں گے کہ داعیٔ اعظم ﷺ کے تشریف لانے پر ہم سب امت دعوت بن گئے۔ اور ہم دلی یقین کا اظہار یوں کر رہے ہیں کہ آپ ہم میں مبعوث ہوئے ہیں۔ یہ کلمہ بھی عظیم تشریح کا محتاج ہے جس کا یہ محل نہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ آپ کے ہر حکم کی اطاعت کریں گے۔ چنانچہ قرآن کریم شہادت ہے۔

مابدلوا تبدیلاً

یوں ہی رحمت دو عالم ﷺ اپنے گھر دار ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ میں رونق افروز ہوئے تو قبیلہ بنو النجار کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے دف بجا کر اپنا تعارف یوں کرایا۔

نحن جوار من بنی النجار

ہم چھوٹی چھوٹی بچیاں قبیلہ بنو نجار میں سے ہیں۔ جن سے آپ متعارف ہیں۔ آپ پہلے بھی دو بار یہاں تشریف لائے تھے مگر اب تو ہمیں آپ کے ابدی پڑوس کا شرف مل رہا ہے۔

یا حبذا محمداً من جار

محمد ﷺ کے پڑوس سے اور کون سا پڑوس محبوب ہو سکتا ہے۔ علمائے سیرت نے لکھا ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے ان سعادت مند بچیوں سے یہ پوچھا

"اتحبانی"

کیا تم مجھے محبوب سمجھتی ہو؟

قلن نعم یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

انہوں نے کہا کہ ضرور اللہ تعالی کے رسول ﷺ۔ تو محبوب اعظم ﷺ نے تین بار فرمایا

واللہ احبکن

اللہ تعالی کی قسم میں بھی تم سے محبت رکھتا ہوں۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۲۶۳)

اسی طرح حبشیوں نے بھی اپنے روایتی جنگی کرتب سے سید دو عالم ﷺ کا استقبال کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ساری بستی منور ہو گئی اور ہر خورد و کلاں خوش ہو گیا۔ یہاں تین باتوں کا عرض کرنا ضروری ہے۔

اوّل تو یہ قبیلہ بنو النجار اور دوسرے چند قبائل دین حنیفی پر تھے۔ شرک و کفر سے محفوظ تھے جیسا کہ تاریخ الوفود والقبائل میں مذکور ہے کہ

ففقدروی ان اباقیس بن ابی انیس من بنی النجار ترهب فی الجاهلیتہ وفارق الاوثان وهم بالنصوانیثہ ثم امسک و تعبد علی دین ابراهیم علیہ السلام فلما قدم الرسولؐ المدینتہ اسلم وحسن اسلامہ وهذا یدل من ناحیتہ اخری علی ان الحنفیتہ دین ابراهیم علیہ السلام کانت بقیتہ منها معروفانی المدینتہ وان اصحاب العقول الراحجتہ الذین کشفوا بفطرتهم بطلان عبادة الاصنام کانوا یلجئون الی الحنیفیتہ ویعبدون علی مابقی معروفاً عندهم منها (صفحہ ۲۱۲)

دوسری بات یہ ہے کہ ان اشعار میں صرف روایتی استقبال نہ تھا بلکہ عقیدہ اور عقیدت کا لافانی اظہار تھا چنانچہ اہل مدینہ کے مردوں نے جس طرح رحمت دوعالم ﷺ پر جاں نثاری کی سعادت حاصل کی خواتین بھی ان سے کم نہ تھیں بلکہ بعض اوقات میں تو سبقت لے گئیں۔ جیسا کہ غزوۂ احد میں جب سید دو عالم ﷺ کی حفاظت کی شدید ضرورت تھی۔ تو مدینہ منورہ کی بوڑھی صحابیہ حضرت نسیبہ نے چھتری بن کر حضور انور ﷺ کے جسد اطہر کو تیروں سے محفوظ رکھنے کی سعادت حاصل کی اور حضور انور ﷺ کے اس خطاب لمقام نسیبتہ خیر من فلان فلان سے مشرف ہوئیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ دف بجانا یا طبل بجانا اہل مدینہ کا معاشرتی نظام تھا اور حضور انور ﷺ نے بھی اس کو اعلان کے لئے باقی رکھا غزوۂ بدر میں فتح و نصرت کے موقع پر بعض ارباب سیر کے قول کے مطابق جو فتح و نصرت کا طبل بجایا گیا تھا وہ اب بھی ہر شب جمعہ کو سنائی دیتا ہے۔ ایک غیر مطبوعہ رسالہ

طبل نصر بدر تقرب الی یوم الحشر

میں اس کے دلائل موجود ہیں مگر ایسے واقعات کو آج کل کے گانے بجانے کو بطور عبادت کے دلیل بنانا نصوص قطعیہ کے بالکل خلاف ہے۔ نص قرآنی ماکان صلواتهم عند البیت الامکاء و تصدیتہ الایتہ (الانفال ۳۵) اور احادیث متواترہ کی رو سے یہ شرعاً ناجائز ہے۔ اکابر علماء کرام کی کتابیں اور احقر کا ایک رسالہ گانا بجانا قرآن وحدیث کی روشنی میں ان دلائل سے مملو اور مشحون ہیں

واللہ یهدی السبیل

(۱) تفسیر روح المعانی میں سورۃ الدخان کے پہلے رکوع میں اس کا نام "تبع" مذکور ہے۔ اصل نام "اسعد" تھا (مدیر)

احمد معاویہ

اقتدار کی جنگ نے جہاد افغانستان کو بد نام کیا

ہم نے اسلامی نظام نافذ کر کے جہاد کا نام بلند کیا

وزیر اطلاعات افغانستان جناب امیر خان متقی اخند سے تازہ ترین انٹرویو

افغانستان میں تحریک طالبان اسلام کا قیام، ان کی پے در پے فتوحات، اسلامی نظام کے احیاء و نفاذ خصوصاً افغانستان میں مکمل امن و امان کی بحالی طالبان کی بہت بڑی کامیابیاں ہیں۔ پاکستان میں طالبان کے بارے میں منفی پراپیگنڈے، اور میڈیا کی مخالفانہ یلغار کی وجہ سے اب بھی بہت سے شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں۔ خیال تھا کہ افغانستان جا کر بچشم خود حالات کا مطالعہ کیا جائے۔ چنانچہ اسی مقصد کی خاطر عید الفطر کے اگلے روز ۱۰ فروری ۱۹۹۷ء کو راقم عازم افغانستان ہوا۔ خوست، لوگر، گردیز، چہار آسیاب سے ہوتے ہوئے کابل جا قیام کیا۔ وہاں جن حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں ان میں سر فہرست دولت اسلامی افغانستان کے مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات جناب ملا امیر خان متقی اخند ہیں...... وفاء و حیا اور ایمان و اتقا کے پیکر چہرے پر ایقان وایمان کا ہالہ لئے ہوئے چھبیس سال کے یہ نوجوان بے پناہ خوبیوں کے مالک ہیں۔ جب ان سے گفتگو ہوئی تو ان کے دھیمے اور پروقار لہجے نے ہمیں اپنے سحر میں جکڑ رکھا تھا۔ پاکستان کی معروف جہادی تنظیم جمیعت المجاہدین کے مرکزی کمانڈر جناب ملک مجتبیٰ حسن ہمارے ترجمان تھے۔ معاصر ماہنامہ "المسعود" کے نمائندہ جناب عابد مسعود چودھری بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ سوال و جواب کی نشست تقریباً دو گھنٹے جاری رہی۔ جناب امیر خان متقی سے جو گفتگو ہوئی پیش خدمت ہے۔

ترجمان: میں وفد کے تمام ارکان کے جانب سے آپ کو عظیم فتوحات پر مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ تحریک طالبان نے بہت کم وقت میں اتنے بڑے خطہ کو فتح کر کے مکمل اسلامی قانون کا نفاذ کیا اور حقیقتاً اسلامی اصولوں کے مطابق نظم و نسق چلا کر امن و امان کو بحال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم دنیا میں مسرت کے ساتھ اعلان کر سکتے ہیں اور لوگوں کو بتا سکتے ہیں کہ یہاں مثالی اسلامی نظام نافذ ہے۔

متقی: سب سے پہلے تو میں آپ کو سلام کرتا ہوں کہ آپ حضرات اتنی دور سے ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ ہمارے برادر ہیں، ہماری تحریک کوئی نئی تحریک نہیں ہے بلکہ علماء ہند خصوصاً شاہ ولی اللہ کی تحریک کا ایک تسلسل ہے۔ طالبان کی اکثریت نے پاکستان کے دیوبندی مدارس میں تعلیم حاصل کی ہے۔ دوران ہجرت ہماری تربیت انہی مدارس میں ہوئی ہے۔ جبکہ ہمارے والدین جہاد میں مصروف تھے۔ اس لحاظ سے پاکستان ہمارا محسن بھی ہے۔

* یہ فرمائیے کہ طالبان تحریک اب تک اپنے اہداف و مقاصد میں کس حد تک کامیاب ہوئی ہے؟

متقی: جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ اس سرزمین پر روس نے قبضہ کیا تو یہاں کے علماء اور عوام نے روسی استعمار کے خلاف جہاد کیا اور محض اللہ کے فضل و کرم سے وہ اسے یہاں سے نکالنے میں کامیاب ہوگئے۔ جس کی وجہ

سے پوری ملت اسلامیہ کی نظریں اس خطے پر لگ گئیں۔ مظلوم مسلمانوں کو امید کی کرنیں نظر آنے لگیں مگر بعد میں یہاں جو کچھ ہوا اس نے مسلم دنیا کو بالخصوص اور یہاں کی عوام کو بالعموم انتہائی مایوس کیا اور جہاد جیسا عظیم فریضہ پوری دنیا میں بدنام ہوا۔ اسے فساد کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔ مسلمانوں کے حوصلے اس صورتحال سے پست ہوئے۔ ہماری تحریک کی ابتداء ہوئی تو اس کا مقصد یہ تھا کہ اقتدار کی ان طویل جنگوں کو ختم ہونا چاہیئے اور یہاں امن

طالبان نے افغانستان میں امن قائم کیا

آپ دن رات بغیر کسی خوف کے سفر کرسکتے ہیں

کی فضا قائم ہونی چاہیئے۔ ہماری تحریک سے الحمدللہ جہاد کا نام ایک بار پھر بلند ہوا اور جو علاقہ ہمارے پاس ہے یہاں الحمدللہ مکمل طور پر اسلامی نظام نافذ ہے۔ قرآن و سنت کے مطابق فیصلے ہوتے ہیں۔ جبکہ میں آپ کو بتاؤں کہ ہماری تحریک سے پہلے قندھار کے علاقہ میں بہت سارے مقدمات کے فیصلے ٹاس کے ذریعے فیصل ہوتے تھے۔ کسی کی زمین کا مسئلہ ہوتا تو ٹاس کیا جاتا اس کے مطابق فیصلہ ہوتا۔ مگر اب اسلامی قانون کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں۔ ۲۱ بڑی عدالتیں اور ۱۱۴ کے قریب چھوٹی عدالتیں قائم ہیں۔ امن و امان اس قدر ہے کہ آپ جس وقت چاہیں طالبان کے زیر کنٹرول علاقے میں دن رات بغیر کسی خوف کے سفر کرسکتے ہیں۔ مگر ابھی ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے کرنے کے بہت سے کام ہیں جو ان شاء اللہ مکمل ہوں گے۔

* طالبان تحریک کو پختون علاقے کے سوا باقی علاقوں میں کس قدر پذیرائی حاصل ہوئی ہے؟

متقی: الحمدللہ باقی علاقوں میں بھی عوام کی پذیرائی ملی ہے۔ مثلاً نیمروز، ہرات، ارزگان، غور، غزنی وغیرہ صوبوں میں قریباً آدھے فارسی بان ہیں۔ ان جگہوں میں بہت کم مزاحمت ہوئی۔ ہرات کے عوام تو سب کے سب استقبال کے لئے نکل آئے۔ بادغیس بہت بڑا علاقہ ہے یہاں تو بالکل مزاحمت نہیں ہوئی۔ ان جگہوں کے بڑے بڑے سرداروں نے امیر المؤمنین جناب ملا عمر صاحب سے ملاقاتیں کرکے مکمل وفاداری کا یقین دلایا۔

* بیرونی دنیا میں عام تاثر یہ ہے کہ اس وقت چونکہ ملک کا مکمل نظم ونسق پختون اصحاب کے پاس ہے اور یہ بھی کہ امیر المومنین ملا عمر نے اپنے قریبیوں اور رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے تفویض کئے ہیں چنانچہ اس سے لسانی تعصب بڑھ رہا ہے؟

متقی: میں عرض کروں کہ یہ تحریک قندھار سے شروع ہوئی۔ بانی قندھاری ہیں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ قربانیاں بھی زیادہ انہی حضرات کی ہوں گی۔ دوسری بات یہ کہ حالات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) اضطراری (۲) غیر اضطراری۔ اضطراری حالات میں وہی معتمد بنایا جاتا ہے جو قریب ہو۔ جس کے متعلق مکمل معلومات ہوں۔ مگر پھر بھی کئی ایک وزارتیں غیر پختون اصحاب کے پاس ہیں۔ مثلاً بحالی مہاجرین کے وزیر مولوی عبدالرقیب صوبہ تخار سے تعلق رکھتے ہیں۔ وزیر تعلیم و تربیت ملا غیاث الدین آغا فاریاب کے ہیں۔ مولوی ضیاء الرحمن ہمارے وزیر ہیں وہ تخار سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہاؤسنگ پلاننگ کے وزیر نورستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر معاونین اور سیکرٹری حضرات

فارسی بان ہیں۔

تیسری بات میں عرض کروں کہ یہی سوال جناب امیر المؤمنین سے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شرعی قدغن نہ ہو تو ہم اس میں ردّوبدل کو ضروری نہیں سمجھتا۔ صدر اوّل اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں بھی تو شام، ایران، عراق اور دیگر ممالک بعیدہ کے والی اور گورنر رسول ﷺ کے صحابی تھے۔ نہ کہ ان علاقوں کے معتبر افراد اور پھر پختون اصحاب کے علاوہ اگر یہاں کسی فارسی بان کو کوئی عہدہ تفویض کیا گیا ہے تو تقویٰ اور قابلیت کی بناء پر نہ کہ سیاسی مجبوری کی وجہ سے۔

* طالبان تحریک کو جن وسائل کی ضرورت ہے وہ ناپید ہیں اقتصادی طور پر ملک کا دیوالیہ نکل گیا ہے۔ ذرائع آمدن نہیں ہیں۔ مگر اس کے باوجود کروڑوں اربوں کے یومیہ اخراجات، محاذ کی ضروریات شہری سہولیات کی فراہمی...... یہ سب کہاں سے پورا ہو رہا ہے کیا کوئی بیرونی بڑی طاقت امداد فراہم کر رہی ہے؟

ہمارے متعلق کہا گیا کہ ہم نے دفتروں میں کام کرنے والی خواتین کو گھروں میں بٹھا کر ان کا ذریعہ معاش بند کر دیا ہے

خواتین کو گھر بیٹھے تنخواہیں مل رہی ہیں۔ گھر سے نکلے بغیر ان کا مقصد پورا ہو رہا ہے

متقی: چمن، خوست، طورخم، ہرات، بڑے بڑے بارڈر ہیں اور یومیہ یہاں سے سینکڑوں تجارتی گاڑیاں اور قافلے گزرتے ہیں۔ محصولات کا نظام مستحکم ہے۔ ٹرانسپورٹ سے بھی محصولات ہو رہے ہیں۔ اسی طرح ہوائی جہازوں کی آمدورفت شروع ہوئی ہے اس سے بھی، پھر یہاں زکوٰۃ و عشر کا نظام مضبوط ہے۔ اس سے بھی بہت آمدن ہو رہی ہے۔ ہمارے مجاہدین بطور رضاکار کام کر رہے ہیں۔ وہ اپنی خدمات پر وظیفہ نہیں لینا چاہتے۔ مصارف کم ہیں۔ حکام سادہ مزاج اور دیندار ہیں۔ خیانت بالکل نہیں۔ اور الحمدللہ برکت بہت زیادہ ہے جو اللہ جل جلالہ کا خاص فضل و کرم ہے۔ اس لئے بیرونی امداد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

* عالمی میڈیا کا آپ کے متعلق کیا رویہ ہے؟

متقی: یہ تو آپ حضرات کو بھی معلوم ہے کہ عالمی میڈیا پر یہود و نصاریٰ قابض ہیں اور وہ اسلامی نظام کے سخت خلاف ہیں ظاہر ہے وہ ہماری تائید تو نہیں کریں گے۔ بلکہ منفی پراپیگنڈہ ہی کریں گے۔ یہی نہیں بلکہ پاکستان جو اسلامی ملک ہے وہاں بھی ہماری تحریک کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ پاکستان کے قاضی حسین احمد صاحب جو اسلام کا نام لیتے ہیں۔ مگر عملاً اسلام کے خلاف اعمال کرتے ہیں وہ پیش پیش ہیں۔ جب تک افغانستان میں جہاد رہا ان کے ذرائع آمدن کا بازار گرم رہا اور جب حکمت یار کا یہاں سے عمل ختم ہوا تو ان کے ذرائع آمدن بھی بند ہو گئے۔ ایران بھی خود کو دولت اسلامی جمہوری کہلاتا ہے وہ بھی ہمارے خلاف ہے۔

* بطور وزیر اطلاعات و نشریات آپ نے افغان عوام کے لئے بالخصوص اور عالمی میڈیا کا مقابلہ کرنے کے لئے بالعموم کیا منصوبے سوچے ہیں یا آغاز کیا ہے۔ ریڈیو پر کس قسم کی نشریات جاری کی ہیں؟ کیا ٹی وی کو مسلسل بند رکھا جائیگا؟

عالم کفر تو یقیناً ہمیں تسلیم نہیں کرے گا مگر دکھ ہے کہ اسلامی ممالک نے بھی ہماری حکومت کو تسلیم نہیں کیا

متقی: میں وقتاً فوقتاً پریس کانفرنس کرتا رہتا ہوں جس میں طالبان کی آئندہ پالیسی محاذ کی جنگی صورتحال اور دیگر حکومتی امور پر مبنی معلومات دی جاتی ہیں۔ ریڈیو کابل کو ہم نے بڑی کوشش کے بعد جاری کیا ہے اس کی نشریات پاکستان کے علاوہ دہلی، ایران، اور قریبی ممالک میں سنی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ علاقائی طور پر غزنی، قندھار، جلال آباد کے ریڈیو اسٹیشن بھی کام کر رہے ہیں۔ پروگراموں میں درس قرآن و حدیث، اسلامی جہادی نظمیں، ترانے، محاذ کی صورتحال اور عوام الناس کے لئے مفید پروگرام شروع کئے گئے ہیں۔ جہاں تک ٹی وی کا تعلق ہے ابھی اس کے جواز و عدم جواز پر بحث باتیں ہیں۔ اگر ہم ٹی وی سروس شروع کرتے ہیں تو سٹیلائٹ کے پروگراموں کو کیسے روک سکیں گے۔ جس پر سراسر غیر اخلاقی اور غیر شرعی پروگرام ہوتے ہیں۔

* عام لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے آپ نے کن منصوبوں کا آغاز کیا ہے؟

متقی: دیکھیئے تعمیری کام کسی قسم کا ہو اقتصاد چاہتا ہے۔ یہاں یہ نظام سب درہم برہم ہے۔ کارخانے بند ہیں یا خراب ہیں۔ تجارت ملکی سطح پر نہیں ہورہی۔ مگر اس کے باوجود ہم لوگوں کو ملازمتیں دے رہے ہیں۔ کابل جس دن فتح ہوا اسی دن یہاں بجلی آگئی۔ جبکہ ربانی دور حکومت میں یہاں مکمل طور پر بجلی بند رہی۔ ہمارے وہ تجار جو بیرون ممالک میں تجارتیں کر رہے ہیں۔ انہیں ہم نے دعوت دی ہے کہ وہ یہاں آئیں اپنی تجارت کو یہاں منتقل کریں، کارخانے قائم کریں۔ صنعتیں لگائیں تاکہ لوگوں کو روزگار ملے۔ لوگ آسودہ حال ہوں اور ہم تعمیر و ترقی کے نئے دور کا آغاز کریں۔

طالبان کے زیر تسلط افغانستان کے تمام علاقوں میں سب فیصلے قرآن و سنت کے مطابق ہوتے ہیں۔

* تعلیمی ادارے کس حد تک کام کر رہے ہیں؟ خواتین اور بچیوں کی تعلیم کا آپ نے کیا حل سوچا ہے؟

متقی: جب ہم نے قندھار، ہلمند، اور زابل میں حکومت قائم کی تو تعلیم کا ان علاقوں میں نشان تک نہیں تھا۔ مگر بعد میں ہم نے جب تعلیمی کام کا آغاز کیا اور مکاتب شروع کئے تو طلباء کی تعداد چار لاکھ تک پہنچ گئی۔ صوبہ ننگرہار میں میڈیکل کالج کو فعال کیا ہے۔ مزید تعلیم گاہیں قائم کی جارہی ہیں کابل میں ہماری آمد کے بعد تعلیمی ادارے اس وجہ سے بند ہوگئے کہ سخت سردی اور برف باری کا موسم شروع ہوچکا تھا۔ خواتین کی اعلیٰ تعلیم کے لئے یہاں مخلوط درس گاہیں تھیں جو ربانی دور میں بھی کام کر رہی تھیں۔ مگر ہم نے بے پردگی کی وجہ سے ان اداروں کو بند کیا ہے۔ ان شاء اللہ جیسے اللہ تعالیٰ نے طاقت دی اور ہم اس قابل ہوئے کہ خواتین کے لئے علیحدہ باپردہ درس گاہیں قائم کر سکیں تو ضرور اس طرف توجہ دیں گے۔ اگرچہ بیرونی دنیا نے بہت شور مچایا۔ خواتین کی تعلیم بند ہونے پر لیکن ہم غیر شرعی کام ہرگز نہیں کریں گے اور یہ نہیں سوچیں گے کہ کوئی کیا کہتا ہے۔ ہمارے متعلق یہ بھی کہا گیا کہ ہم

نے دفتروں میں کام کرنے والی عورتوں کو گھروں میں بٹھا دیا اور ان کا ذریعہ معاش بند کردیا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ میں مسلسل تنخواہیں بھیج رہا ہوں اس سے ان کا گھر سے نکلے بغیر مقصد پورا ہو رہا ہے۔

*اس وقت کون کون سی وزارتیں قائم ہیں؟

متقی: قریباً تیس وزارتیں کام کر رہی ہیں جن میں داخلہ ،خارجہ ، اطلاعات و نشریات، قضا، تعلیم و تربیت، حج و اوقاف، امر بالمعروف و نہی و عن المنکر کی وزارتیں سر فہرست اور اہم ہیں۔

*شنید ہے کہ دارالخلافہ قندہار کو بنایا جا رہا ہے۔ کیا کابل کو چھوڑ کر قندہار کو دارالخلافہ بنانے سے لسانی تعصب پر مبنی بغاوتیں پھیلنے کا خدشہ نہیں ہے؟

متقی: یہ افواہ کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔ ہمارا تو ایسا خیال تک نہیں ہے دارالخلافہ کابل ہی ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ یہ تو ایک تاریخی مقام ہے۔

*سابقہ جہادی لیڈروں مثلاً عبدالرب رسول سیاف ، مولانا نبی محمدی، صبغتہ اللہ مجاہد، مولانا جلال الدین حقانی وغیرہ حضرات کا آپ کے ساتھ کیا رویہ ہے؟

متقی: سید احمد گیلانی، صبغت اللہ مجددی، مولوی نبی محمدی ، مولوی یونس خالص، مولانا جلال الدین حقانی ہمارے ساتھ تعاون اور حمایت کر رہے ہیں۔ جبکہ سیاف، ربانی، حکمت یار ہمارے خلاف ہیں۔

*اب تک آپ کی حکومت کو کن ممالک نے تسلیم کیا ہے؟

متقی: کسی نے بھی تسلیم نہیں کیا ہے۔ وزارت خارجہ نے اپنے معتمد افراد کو بعض ممالک میں مقرر کیا ہے۔ ویسے تو ربانی حکومت کو بھی بہت سے ممالک نے تسلیم نہیں کیا تھا۔ جبکہ نجیب حکومت کا بھی یہی حال تھا۔ اسے بھی بہت سے تسلیم نہیں کر رہے تھے۔ ویسے ہمیں اسلامی ممالک پر شدید دکھ ہے کہ انہوں نے ابھی تک ہماری حکومت کو تسلیم نہیں کیا۔ عالم کفر تو یقیناً ہمیں قبول نہیں کرے گا۔

*مسعود اور ربانی وغیرہ اگر مذاکرات کرنے پر تیار ہو جائیں تو کیا آپ انہیں موقع دیں گے۔؟

متقی: ابھی تک انہوں نے کوئی وعدہ وفا تو نہیں کیا۔

*آپ لوگوں نے ابتداء میں دوستم کو مسلسل مذاکرات کی دعوت دی جبکہ وہ کمیونسٹ ہے؟

✤ ہمیں کوئی بیرونی امداد نہیں مل رہی۔ ✤ اگر کہیں امریکی امداد نظر آئے تو ہمیں بھی بتائیں
✤ نظامِ زکوٰۃ و عشر اور محصولات آمدن کا ذریعہ ہیں۔ ✤ طالبان کے رضاکار بلامعاوضہ خدمت کر رہے ہیں۔
✤ مصارف کم، حکام سادہ اور برکت زیادہ ہے

متقی: دیکھیئے جنگ کا اصول ہے کہ ہمیشہ اپنے قریبی دشمن سے لڑو دور کے دشمن کو تدبیر سے روکے رکھنا چاہیئے ۔جب ہم حکمت یار سے لڑ رہے تھے تو مسعود اور ربانی سے ہمارا معاہدہ تھا اور ہمیں یقین تھا کہ وہ معاہدے کی پاسداری کریں گے مگر انہوں نے ہمیں دھوکہ دیا۔ ہمارے ساتھیوں کو نہتا کر کے قتل کیا۔ دوستم کو مذاکرات کی دعوت اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ایک تدبیر تھی جو ہم نے اختیار کی۔ باقی اس کے متعلق ہمارا بھی

موقف ہے کہ وہ کمیونسٹ ہے اور اس پر بے گناہ مسلمانوں کا خون ہے۔اس کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو اسلام میں باغیوں کے ساتھ کرنے کا حکم ہے۔

* عام تاثر یہ ہے کہ امریکہ آپ کو امداد دے رہا ہے؟

متقی: میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ جہاں چاہیں گھوم پھر کر دیکھ لیں اگر کہیں امریکی امداد نظر آئے تو ہمیں بھی بتائیں۔

* طالبان اس وقت کہاں کہاں مصروف پیکار ہیں؟

متقی: کابل کی فتح کے بعد ہم "چاریکار" "جبل السراج" جو مسعود کا اہم مرکز تھا کو فتح کر چکے ہیں۔کاپیسہ ولایت بھی فتح ہو چکی ہے۔جبکہ ہمارے ساتھی "گل بہار" میں واقع درہ پنجشیر کی چوٹی پر پہنچ چکے ہیں۔ادھر سالانگ سرنگ کے اندر تک ہمارے ساتھی جا چکے ہیں۔بامیان صوبہ نصف تک فتح ہو چکا ہے۔اسی طرح بادغیس بھی قریباً مکمل فتح ہونے والا ہے۔اس وقت قریباً پانچ چھ صوبے ہیں جو دوستم اور احمد شاہ مسعود وغیرہ کے پاس رہ گئے ہیں۔

اسلام پر عمل عزت وخوشحالی کی ضمانت ہے اور اس سے روگردانی ذلت خواری ہے

امیر المومنین ملا عمر

* ہم آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اپنا قیمتی وقت ہمارے لئے مختص کیا آخر میں آپ پاکستان کے مسلمانوں کے نام کوئی پیغام دینا پسند کریں گے۔

متقی: میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہوں گا بلکہ امیر المومنین ملا عمر مجاہد اخند کا فقرہ آپ کو سناؤں گا کہ انہوں نے کہا جب تک مسلمان اسلام پر پوری طرح کاربند ہے تمام دنیا میں عزت اور خوشحالی کی زندگی گزارتے رہے۔جب انہوں نے اسلام سے روگردانی شروع کی تو ہم ذلیل و خوار ہوگئے۔آج بھی ہم اگر عزت اور خوشحالی کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں اسلام پر پوری طرح عمل کرنا ہوگا۔"

انٹرویو کے بعد جناب امیر خان متقی نے غیر رسمی گفتگو کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا کہ پاکستان کے علماء کو ایسی ممکن صورت نکالنی چاہیے کہ وہ باہم متحد ہو کر اسلامی انقلاب کی جنگ لڑیں اسی طرح کشمیر میں مختلف ناموں سے جہاد میں شریک جماعتوں کو ایک دوسرے میں ضم ہو کر ایک ہو جانا چاہئے۔انہوں نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایسا نہ ہوا تو ہوسکتا ہے۔وہاں بھی افغانستان جیسی صورت پیش آجائے۔دوران گفتگو ایک صاحب جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے تھا سوال کیا کہ کیا آپ کا پروگرام صرف افغانستان میں اسلام کا نفاذ ہے یا "پورے عالم" کا خیال ہے۔تو انہوں نے جواب میں کہا "آپ کا کیا خیال ہے"؟

ملاقات کے موقع پر جب انہیں نقیب ختم نبوت کا تازہ پرچہ پیش کیا گیا تو جناب امیر متقی نے نہایت پسند کیا اور کہا کہ میں چاہوں گا یہ پرچہ مجھے ہر ماہ ملتا رہے تاکہ استفادہ کرسکوں۔

AHMADYYA MOVEMENT
BRITISH JEWISH
CONNECTION

استعمار کی ضمنی پیداوار مذاہب اور قادیانیت

جناب بشیر احمد کی کتاب "احمدیہ موومنٹ، انگریز یہودی تعلقات" کا ترجمہ

زیر نظر مضمون ردِ مرزائیت پر جناب بشیر احمد صاحب کی معرکۃ الآرا انگریزی کتاب "احمدیہ موومنٹ، برٹش جیوز کنکشن" کا ترجمہ ہے۔ اس کی پہلی قسط اپریل ۱۹۹۶ء کے شمارہ میں شائع کی گئی مگر تین اقساط کی اشاعت کے بعد غیر ارادی طور پر سہواً باقی اقساط میں کسی پر بھی نمبر تحریر نہ ہوسکا۔ اب دسویں قسط نذر قارئین ہے (مدیر)

انیسویں صدی کی پان اسلامک تحریک میں سید جمال الدین افغانی کا ایک بہت بڑا حصہ ہے۔ ۱۹۰۵ء کے ایرانی انقلاب ۱۹۰۸ء کی ینگ ترکس ایسوسی ایشن اور مصر کی چند ایک قومی تحریکیں سید صاحب کے زیر اثر تھیں اور انہی کی ہدایات سے فیض یاب ہوتی تھیں۔ سید جمال الدین افغانی بھی فری میسن تحریک کے رکن تھے۔ اپنے سیاسی عقائد کی تبلیغ کے لئے آپ یہودی انسٹی ٹیوشن کو استعمال کرتے تھے۔ مفتی عبدہ بھی فری میسنز تھے اور مصر کے لارڈ کرومر Cromer Lord کے معتمد خاص بھی۔ سید جمال الدین افغانی کو ان کی سیاسی سرگرمیوں اور فری میسن لاج کے خفیہ اجتماعات سے لاپرواہی برتنے کے الزام مشرق میں کی فری میسن لاج سے خارج کر دیا گیا۔
(بہ حوالہ کتاب Afghani and Abduhu تصنیف Elie Kedouric صفحہ ۲۱ مطبوعہ نیویارک)
ایران کا "بابی مذہب" اور "بہائیت" بھی یہودیوں کے زبردست حامی تھے۔

۱۸ جنوری ۱۹۱۳ء کو عبدالبہاء نے لندن کی "سوسائٹی آف فرینڈ" کو لیکچر دیتے ہوئے نشان دہی کی بہائیت کا منبع فری میسن تحریک کے نور سے جلوہ گر ہے۔ بہائیت اٹھارھویں صدی میں کھلم کھلا اسلام کے خلاف کام کر رہی تھی۔ صیہونیت کے ساتھ بہائی مذہب کے پیروکاروں کے قریبی تعلقات تھے۔ بہاء اللہ نے یہودیوں کے بارے میں اپنی وحی اور الہام میں ان کے وطن فلسطین واپس جانے کی پیش گوئیاں کیں۔ اسرائیل میں بہائی تحریک ایک طاقتور تحریک ہے۔ ۱۹۷۹ء کے خمینی انقلاب کے بعد بہائی مذہب کے پیروکاروں نے اپنے مراکز ایران سے پاکستان کو منتقل کرنا شروع کر دیئے۔ بہائیت کا منبع ایران کا شیعہ مذہب ہے اور مرزائیت (قادیانیت) کا منبع ہندوستان کا سنی مذہب ہے (فاضل مصنف اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کرسکتے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا باپ مرزا غلام مرتضی تفضیلی شیعہ مذہب کا پیروکار تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا سب سے پہلا استاد شیعہ مذہب کا ایک عالم مولوی گل علی شاہ تھا۔ مرزا جی کے اس شیعہ استاد کے بارے میں ان کے بیٹے یہ ایمان سوز انکشاف کرتے ہیں۔

"پیر سراج الحق نعمانی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ مولوی گل علی شاہ صاحب نے جو حضرت (قادیانی) صاحب کے استاد تھے ایک سید نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ دوزخ میں پڑے ہیں۔ اور جگہ جگہ زخم ہیں۔ اور آگ جل رہی ہے۔ اور باہر انگریزوں یا گوروں کا پہرہ ہے۔ اس خواب کو سن کر مولوی گل علی شاہ صاحب کو سخت غم ہوا۔ اور عقیدہ بھی بدل گیا۔ اور آنحضرت ﷺ کی طرف سے شکوک و شبہات پیدا ہو گئے۔"

("سیرت المہدی حصہ سوئم صفحہ ۳۵ حدیث نمبر ۵۳۳ مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر قادیان) پھیلاؤ، للمترجم

قادیانیت کا اس کے سیاسی اور مذہبی خیالات صاف صاف بتاتے ہیں کہ استعمار اور صیہونی ملی بھگت سے قادیانیت کو جنم دینے کا نتیجہ برآمد ہوا۔ قادیانیت کا بانی مسیحی عقائد کی تردید کرتا ہے۔ جہاد کو مستقبل کے دور میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منسوخ قرار دیتا ہے۔ دنیا بھر کے نو سو ملین مسلمانوں کو کافر قرار دیتا ہے۔ اور اسی طرح ان مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج ٹھہراتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ مجدد مسیح موعود۔ مہدی اور رسول ہونے کے علاوہ اپنے دور کا بھگوان کرشن بھی ہے۔ برطانوی سامراج کے ساتھ مکمل وفاداری کی سب سے زیادہ تبلیغ مرزا غلام احمد قادیانی نے کی۔ انگریز کے ساتھ وفادار اور نمک حلال رہنے کو، اپنے دھارمک عقیدے کے ساتھ یکجا کر دیا۔

متحدہ ہندوستان اور موجودہ پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت اور برما کا سیاسی منظر:

برطانیہ بہادر نے ۱۸۹۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد متحدہ ہندوستان کے پورے برصغیر پر اپنا قبضہ مکمل طور پر جمالیا تھا۔ مذکورہ جنگ کا معنی خیز پہلوان علماء دین کا وہ منظم کارنامہ ہے کہ یہ حضرات برطانوی جارحیت کے خلاف ایک (مستقل) رکاوٹ بن کر کھڑے ہو گئے تھے۔ بالاکوٹ کی جنگ کے بعد بھی سید احمد شہید علیہ الرحمہ کی وہابی تحریک جہاد ختم نہیں ہوئی تھی۔ آزادی کی اس جنگ کو زندہ رکھنے والوں نے برطانوی حکومت کے آپریشن کی خاطر صوبہ سرحد (موجودہ پاکستان للمترجم) کی پہاڑیوں کو حاصل کیا۔ اور انگریزی فرمانروائی کے خلاف ڈٹ گئے۔ گورے استعمار کی افواج کو بہت سی شکستوں اور ناکامیوں میں مبتلا رکھا۔ سب سے بڑی اور اہم جنگ "جنگ انبالہ" تھی جو ۱۸۶۳ء میں لڑی گئی تھی۔ اس جنگ میں مسلم مجاہدین نے عظیم الشان اور حیران کن جواں مردی کے مظاہرے کئے۔ برطانیہ نے صوبہ سرحد کے مجاہدین سے مایوس ہو کر متحدہ ہندوستان کے مجاہدین کو تباہ کر دینے کی کوشش کی۔ انگریز کو یقین تھا کہ صوبہ سرحد کی پہاڑیوں میں چند خفیہ راستوں سے بھیجی گئی مجاہدین کی یہ تنظیم ایک ایسی تنظیم ہے جو صوبہ سرحد میں ایک مصنوعی انداز اختیار کر کے ان کے لئے کوئی نہ کوئی مشکل مسئلہ چھیڑ دیتے ہیں یا کوئی الجھن پیدا کر دیتے ہیں۔

۱۸۶۴ء اور ۱۸۶۵ء میں انبالہ اور پٹنہ کے وہابی مقدمات میں ایک درجن مجاہدین جزائر انڈیمان کی طرف عبور دریائے شور کے مجرم ٹھہرائے گئے۔ ان مجاہدین پر یہ الزام عائد کیا گیا کہ یہ لوگ ملکہ برطانیہ کے خلاف جنگ کرنے کی سازش میں ملوث پائے گئے ہیں۔ سنگ دل اور بے رحم ایذا رسانی اور پولیس کی سخت قسم کی حساس

تحقیقات کے بعد جنگ آزادی کے مجاہدین کے لئے ذرائع رسل و رسائل کو تہس نہس کر کے رکھ دیا گیا (جریدہ دی مسلم ورلڈ جلد ۱۱، شمارہ نمبر ۲، صفحہ ۶۷ اشاعت اپریل ۱۹۱۲ء)

ہنٹر کی رپورٹ:

۲۰ ستمبر ۱۸۷۱ء کے دن کلکتہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کو عبداللہ نامی ایک پنجابی نے قتل کر دیا۔ لارڈ میو Mayo Lords کے کاغذات ظاہر کرتے ہیں کہ عبداللہ موصوف وہابی ترغیب و تاثیر کے نظریات سے بالواسطہ طور پر متاثر تھا۔ اور وہ وہابی تعلیم کا ایک مرکز تصور کی جانے والی ایک مسجد میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ جسٹس نارمن Normen مجاہدین آزادی کے لئے سنگ دل بے رحم اور بد مزاج واقع ہوا تھا۔ اس نے ۱۸۱۸ء کی تعزیرات نمبر ۱۱۱ کے تحت گرفتار شدہ مجاہدین کی گرفتاریوں کے خلاف اپیل کو مسترد کر دیا تھا۔ اور پٹنہ کے تازہ وہابی مقدمات میں دی گئی سزاؤں کی اپیل کی سماعت کرنے کے بھی خلاف تھا (بہ حوالہ جارج کیمبل کے خطوط بہ نام لارڈ میو ۱۲/ اکتوبر ۱۸۷۱ء، ۳۰ نومبر ۱۸۷۱ء کا ضمیمہ مرتبہ Gile B.R. برائے مقدمات مسٹر بنڈل نمبر ۲۶، Mayo کے کاغذات کیمرج یونیورسٹی لندن لائبریری بہ حوالہ کتاب India in britsh of Muslim The مطبوعہ کیمبرج ۱۹۷۲ء)

مسلمانوں کے خلاف برٹش کی آتش مزاجی خونخواری میں تبدیل ہو کر رہ گئی۔ انگریز بہادر نے مسلمانوں کو اپنا حقیقی دشمن سمجھ لیا۔ اور انہوں نے انتہائی کریہتہ المنظر طریقوں سے شقاوت قلبی کے ساتھ مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دینے کا تہیہ کر لیا (بہ حوالہ خطوط نمبر ۱۳۷ جو دسمبر ۱۸۷۱ء میں ارسال کئے گئے، میو کے کاغذات نمبر ۱۴، نیز ملاحظہ فرمائیے (وہابیوں کا مقدمہ) بنڈل نمبر ۱۱ اور میو کے کاغذات نمبر ۲۹)

۳۰ مئی ۱۸۷۱ء کو برطانوی یہودی لارڈ ڈزرائیلی کی وزارت عظمیٰ کے دور میں آئرلینڈ کے سیکرٹری امور لارڈ میو نے (بنگال کے، للمترجم) دیوانی اور انتظامی امور کے ایک ملازم مسٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر سے کہا کہ وہ مسلم مجاہدین کے حالیہ اہم اور آتش فشاں موضوع پر ایک رپورٹ مرتب کریں کہ "کیا ہندوستانی مسلمان اپنے عقیدے کے لحاظ سے انگریزی اقتدار کے خلاف باغی ہونے پر مجبور ہیں؟" (کتاب Life Of Hunter صفحہ ۱۹۹ تصنیف F.H. Scrine مطبوعہ لندن ۱۹۰۱ء)

ہنٹر نے غصے اور جوش سے بھری ایک رپورٹ تدوین و تالیف خفیہ افسروں کے نام بھیج دی۔ The Indian Musalmans کے عنوان سے مذکورہ رپورٹ کو اس نے ایک کتابی شکل میں شائع کر دیا۔ جس میں درج تھا کہ کیا وہ شعوری طور پر اور اپنے ضمیر کے مطابق ملکہ وکٹوریہ کے خلاف باغی ہونے کے پابند ہیں؟ اسلامی تعلیمات بالخصوص جہاد..... مسیح..... اور مہدی..... کی دوبارہ آمد کے اُن مسائل کو جو جہاد کی تحریک سے متعلق تھے۔ نیز وہابی خیالات کی وضاحت کے بعد ڈاکٹر ہنٹر نے اپنی کتاب کو ان الفاظ میں پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

۱۔ مسلمانوں کی موجودہ نسل اس امر کی پابند ہے کہ وہ اپنے ملی تشخص کو اپنے عقائد کے مطابق قائم

رکھنے کی پابند رہے۔ مسلم قانون اور انبیاء کرام صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی تعلیمات سے برطانوی حکومت کی مخالفت میں سرکشی اور بغاوت جو فائدہ اٹھا رہی ہے۔ برطانوی حکومت وفاداری کے پہلو پر بھی ان دونوں سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

۲۔ برطانوی طاقت کو برسہا برس سے ہندوستانی مسلمان متحدہ ہندوستان کے لئے خطرے کا ایک قدیم منبع سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کے جم غفیر سے پیدا شدہ سرحدی کیمپ کے قضیے کے بارے میں کوئی شخص بھی یہ پیش گوئی نہیں کر سکتا کہ سرکشی اور بغاوت کے لحاظ سے مغربی طاقتوں کے خلاف اس سرحدی کیمپ کا خاتمہ کون کر سکے گا؟ اس قضیے کو ایک ایسا لیڈر ہی حل کر سکتا ہے جو براعظم ایشیا میں ترکی کی اسلامی حکومت کے جھنڈے کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنے کے بعد حکومت کرنے اور ہتھیار اٹھانے کے ڈھنگ جانتا ہو۔ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر مزید لکھتا ہے کہ "برطانیہ کی مسلمان رعایا سے کسی بھی لحاظ سے انگریزوں کے ساتھ ایک پرجوش اور پرتپاک قسم کی وفاداری کی توقع رکھنا ایک خام خیالی ہو گی۔ پورے قرآن مجید میں مسلمانوں کے لئے اس عقیدے پر قائم رہنے کا حکم ہے کہ مسلمان فاتح بن کر زندہ رہیں نہ کہ مفتوح یا غلام بن کر۔ ہندوستانی مسلمان انگریزی حکومت کے لئے خطرے کی ایک پرانی بنیاد کی شکل میں زندہ رہ سکیں گے (کتاب Our Indian Musalmans تصنیف W.W Hunter مطبوعہ کامریڈ پبلشر کلکتہ)

مذہبی جنگ وجدل کے اکھاڑے:

ملکہ برطانیہ کی طرف سے ۱۸۱۸ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ مشتہر کیا گیا کہ مذہبی عقائد کی نشر و اشاعت میں حکومت برطانیہ غیر جانبدار رہے گی اس اشتہار کے بعد ہندوستان کی مذہبی مارکیٹ میں بہت سے مذہبی سٹے باز، اپنی اپنی مصنوعات لیکر نمودار ہو گئے۔ انگریزی استعمار کے اپنے ہاتھوں سے لگایا ہوا پودہ وہ مسیحی مشنریاں تھیں جو ہندوستان کے بت پرست اور غیر اہل کتاب لوگوں کو عیسائی بنانے کی خاطر دھوکے کا کھیل کھیل رہی تھیں۔ برصغیر کی ہندو جنگجو تنظیموں میں آریہ سماج اور برھمو سماج اپنے ہندو دھرم زندہ رکھنے کے یا زندہ کرنے کے پروگرام کے مشتاق تھے۔ مقابلتہً سکھ۔ جین مت۔ پارسی اور بدھ دھرم کے پیروکار اپنے دھارمک پرچار میں پرجوش نہیں تھے۔ اس کے ساتھ فری تھنکرز اور ملحد کہلانے والی تنظیمیں بھی تھیں۔ جو مذہب کی بیخ کنی اور ایک آزاد معاشرے کو قائم کرنے کی وکالت کرتی تھیں۔ مسلمانوں کے اندر بہت سے فرقے اور پھر ان کے ذیلی فرقے بھی پھیل چکے تھے۔ ان میں نیچری تھے۔ اہل حدیث تھے (فاضل مصنف شاید اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ اہل حدیث ایک فرقہ نہیں بلکہ ایک مسلک ہے، للمترجم) اہل قرآن چکڑالوی۔ جنگ وقتال (یعنی جہاد) کے مخالفین۔ صوفی شیعہ اور سنی گروہوں کی ایک بہت بڑی تعداد۔ بہ الفاظ دیگر متحدہ ہندوستان کا پورا معاشرہ معاندانہ ٹولیوں کی ایک کثیر تعداد میں تقسیم ہو کر رہ گیا۔ جن میں سے

ہر ایک، ایک دوسرے کے ساتھ سر پھٹول میں مصروف تھا۔ ہندوستانی باشندوں کی اس فرقہ وارانہ سر پھٹول برطانوی استعمار کے پنجوں کو مضبوط کرنے میں انتہائی مددگار ثابت ہوئی۔ ھندوؤں کا جنگجو فرقہ آریہ سماج ۱۸۷۵ء میں مول شنکر نے دریافت کیا جو اپنے براہمنی نام سوامی دیانند کے نام سے معروف ہے (آنجہانی کا مکمل نام سوامی دیانند سرسوتی تھا، للمترجم) سوامی جی ایک متعصب ہندو تھے۔ اور شمالی ہندوستان میں جنگجو ہندو دھرم کے ایک چلتے پھرتے مبلغ تھے۔ سوامی جی نے بت پرستی کا کھنڈن کیا۔ جدید دور کی روشنی کے مطابق ہندومت کے کٹڑپن کے کچھ اعمال کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ اور ہندو دھرم کے پیروکاروں میں چاروں ویدوں کی تبلیغ کی (ملاحظہ ہو کتاب Movement Religious Modern صفحہ ۱۰۷ تصنیف .Fargufrur J.N)

آریہ سماجیوں نے قیاس لگایا کہ ہندوستان میں ویدک معاشرہ (یعنی ہندوؤں کے چار مقدس ویدوں "رگ وید" سام وید، یجروید، اتھروید، کا بیان کردہ معاشرہ، للمترجم) قائم کرنے کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ اسلام ہے۔ سوامی دیانند سرسوتی ۱۸۸۳ء میں پرلوک سدھار گئے۔ بدنام زمانہ کتاب ستیارتھ پرکاش کے آپ مصنف تھے۔ راجہ رام موہن رائے (۱۸۳۳-۱۷۷۲) نے برہمو سماج مت کی بنیاد رکھی ان کا نقطہ نظریہ تھا کہ ویدک دور کے حسن کو دوبارہ لایا جائے۔ راجہ رام موھن رائے عیسائیت سے بہت متاثر تھے۔

مدرسِ حرم شیخ محمد مکی حجازی مدظلہ

دار بنی ہاشم میں!

بیت اللہ شریف کے مدرس اور خطیب فضیلۃ الشیخ محمد مکی حجازی دامت برکاتہم گزشتہ دنوں مکہ مکرمہ سے ملتان پہنچے تو حسبِ سابق مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم میں بھی تشریف لائے اور ہمیں شرفِ ملاقات بخشا۔ رفیقِ امیرِ شریعت حضرت مولانا محمد یٰسین مدظلہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ ابنِ امیرِ شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے آپ کا استقبال کیا۔ شیخ مکی تقریباً ایک گھنٹا دارِ بنی ہاشم میں رہے اور مختلف امور پر تبادلۂ خیال کیا۔ شیخ مکی نے مدرسہ معمورہ کی ترقی اور شاہ جی مدظلہ کی صحت و عافیت اور معاونینِ مدرسہ کے لئے دعا فرمائی۔ اور یوں یہ مجلسِ خیر و برکت اختتام پذیر ہوئی........ (مدیر)

قادیانی جواب دیں!

مولانا عبدالواحد مخدوم ربوہ کے نواح "ڈاور" میں مقیم ہیں۔ ہمارے رفیقِ فکر اور مجلس احرار اسلام کے معاون ہیں۔ ردِّ قادیانیت کے محاذ پر ایک عرصہ سے سرگرم ہیں اور علمی بنیادوں پر قادیانیوں کا محاسبہ کر رہے ہیں۔

ذیل کے مضمون میں انہوں نے قادیانی کتب سے چند عبارتیں باحوالہ پیش کی ہیں اور انہی کی بنیاد پر سوالات اٹھائے ہیں۔ یہ مضمون دراصل ان کی غیر مطبوعہ کتاب "کذباتِ مرزا" سے ماخوذ ہے۔ جو عنقریب بخاری اکیڈمی کے اہتمام سے شائع ہو رہی ہے۔ (مدیر)

۱۔ مرزا غلام قادیانی لکھتا ہے کہ مجھے دس مہینے تک حمل رہا اور پھر دردزہ بھی ہوئی (جو عورت کو بچہ جننے کے وقت ہوا کرتی ہے) اور ایک بچہ کو جنم دیا۔ "کشتی نوح"، چھوٹی تختی، طبع ربوہ، ص ۶۸، ۶۹

سوال یہ ہے کہ اب بھی کسی قادیانی کو حمل ہوا ہے یا نہیں؟ اور اب بھی کسی مرزائی نے بچہ کو جنم دیا ہے یا نہیں؟

۲۔ مرزا لکھتا ہے کہ کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں۔
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص ۱۲۷، خزائن جلد ۲۱۔ قدیم ص ۹۷، درثمین اردو قدیم ربوہ ص ۸۸)

* مرزا اپنے اس شعر میں کہتا ہے کہ میں آدم کی اولاد سے نہیں ہوں۔ سوال یہ ہے کہ اگر مرزا آدم کی اولاد سے نہیں تو بتایا جائے کہ مرزا کس کی نسل ہے؟

۳۔ مرزا کی جھوٹی وحی (جو اس کو شیطان کی طرف سے آئی تھی) میں لکھا ہے کہ اے مرزا! "تو ہمارے پانی سے ہے"

(کتاب البریہ ص ۱۰۱ و تذکرہ (مجموعہ الہامات مرزا) طبع چہارم ص ۴۸۸)

* سوال یہ ہے کہ اگر مرزا کے خون میں شیطان کا اثر نہیں تو شیطان کی طرف سے یہ دعویٰ کیوں ہے کہ اے مرزا، "تو ہمارے پانی سے ہے"؟ پس ثابت ہوتا ہے کہ مرزا کے خون میں شیطان کے نطفہ کا اثر ہے۔

۴۔ مرزا لکھتا ہے کہ "ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار" (براہین پنجم ص ۹۷)

دیکھیے مرزا اس شعر میں کہتا ہے کہ میں انسان کی وہ جگہ ہوں جس سے انسان نفرت اور شرم کرتا ہے۔ مرزائیوں سے سوال یہ ہے کہ وہ بدنِ انسانی میں سے کونسی جگہ اور کونسا عضو ہے جسے مرزا نے بطور لقب خود اپنے لئے پسند کیا ہے؟ مرزائی خود ہی بتادیں، ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

۵- مرزا یعقوب علی عرفانی قادیانی لکھتا ہے کہ "مولوی محمد حسین بٹالوی مرزا کے بچپن کے خاص دوست تھے۔ وہ کسی مخفی شامت اعمال کی وجہ سے مخالف ہوئے۔ اور نہایت سخت مخالفت کا رنگ اختیار کیا۔ (سیرت مسیح موعود ص۱۱۶۔)

* بتایا جائے کہ مرزا کی وہ کونسی مخفی شامت اعمال تھی جس کی وجہ سے مولوی محمد حسین بٹالوی مخالف ہوئے؟ اسے ظاہر کرنے سے اب کونسی عار ہے؟ جسے مرزا کے دوست نے ظاہر کر دیا تھا۔

۶ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے

"یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کہیں مگر (میرے) اس لڑکے (مبارک احمد) نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ (تریاق القلوب طبع ربوہ صفحہ نمبر ۸۰)

سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے باتیں سننے کے لئے کان کہاں لگایا تھا؟ اور یہ بھی بتایا جائے کہ باتیں کیا تھیں؟ نیز یہ بھی بتا ہی دیا جائے کہ مرزا کے لڑکے کو پیٹ میں باتیں کرنے کی کونسی ضرورت پڑ گئی تھی؟ اور پیٹ میں باتیں کرتے وقت بچہ کس سے مخاطب تھا؟

۷ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ صفر کا مہینہ چوتھا ہے۔

چنانچہ لکھتا ہے "اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ یعنی ماہِ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چہار شنبہ (تریاق القلوب صفحہ ۸۰)

مسلمانوں کے نزدیک صفر کا مہینہ دوسرا ہے مگر مرزا کہتا ہے کہ نہیں صفر چوتھا مہینہ ہے۔ اب مرزائی بتائیں کہ یہ مرزا کی جاہلیت ہے یا نہیں؟ اور چہار شنبہ پانچواں دن ہے مگر مرزا کہتا ہے کہ نہیں چوتھا دن ہے۔ اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کو اسلامی مہینوں کی گنتی بھی نہ آتی تھی۔ سوال یہ ہے کہ جس اُلو کو اسلامی مہینوں کی گنتی بھی نہ آتی ہو، نبی تو دور کی بات ہے وہ تو ایک عالم بھی نہیں کہلا سکتا۔؟

سوال نمبر ۸

مرزا غلام احمد قادیانی کا خیال بلکہ دعویٰ ہے کہ "وہ جنت جس میں حضرت آدم علیہ السلام رہتے تھے اور کھاتے پیتے تھے وہی جنت میرے ساتھ میری ماں کے پیٹ میں سے نکل چکی ہے۔ اور سات ماہ کے بعد مر بھی گئی" چنانچہ لکھتا ہے

"میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور یہ الہام کہ "یا آدم اسکن انت وزوجک الجنت جو ۲۰ سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی کہ جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی" (تریاق القلوب ص ۲۹۸،۲۹۹)

یا آدم اسکن انت وزوجک الجنت۔ یہ قرآن کی آیت کا حصہ ہے اور اس میں حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی بیوی حضرت اماں حوا کے جنت میں رہنے اور جنت کے پھل وغیرہ کھانے پینے کا ذکر مبارک ہے۔

مرزا کہتا ہے یہ آیت میرے پر [illegible] اور میں بھی آدم کی طرح جنت میں رہا ہوں۔ آگے مرزا یہ کہتا ہے کہ "وہی جنت جس میں آدم اور اماں حوا کھاتے پیتے تھے اس میں ایک لطیف اشارہ یہ ہے کہ وہ جنت میرے ساتھ پیدا ہو چکی ہے"۔ سوال یہ ہے کہ اتنی بڑی جنت جس میں بے حساب درخت، باغات، محلات، نہریں وغیرہ ہیں، کیا مرزا کی ماں کی، اتنی بڑی....... ہے کہ جس سے معاذ اللہ جنت نکل چکی ہے؟ کیا یہ جنت اور قرآن کریم کی شدید گستاخی نہیں ہے؟ کیا ایسا کلام ایک صاحب عقل کا ہوسکتا ہے؟ ایسے بے عقل انسان کو بے عقل اور بے وقوف نہ کہیں تو مرزائی ہی بتائیں کہ پھر اُسے کیا کہیں؟

سوال نمبر ۹ مرزا اپنے متعلق لکھتا ہے کہ

"بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پالیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہونگے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ بن گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ (یعنی اللہ کا بیٹا) ہے"۔ (حقیقت الوحی ص ۱۴۳)

سوال یہ ہے کہ مرزا مرد تھا یا عورت؟ کیونکہ حیض عورتوں کو آتا ہے۔ نیز یہ بھی بتایا جائے مرزائی مردوں کو بھی حیض آتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ مرزائیوں کے نبی کو حیض آتا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے ماننے والوں کو بھی حیض آتا ہو۔ اور یہ سوال بھی ہے کہ مرزا نے اللہ کا بیٹا بنا کر کفر کیا ہے یا نہیں؟ اور کیا ایسا آدمی ایک شریف انسان بھی ہوسکتا ہے یا کہلا سکتا ہے؟

سوال نمبر ۱۰

مرزا قادیانی کا دعویٰ جو کہ براہین پنجم، کشتی نوح، حقیقت الوحی، اربعین، تذکرہ وغیرہ کتابوں میں بصراحت موجود ہے کہ مرزا صاحب عورت تھے۔ حیض بھی دو برس تک آتا رہا۔ مگر قرآن میں اعلان ہے وما ارسلنا قبلک الا رجالاً (پ ۷ ا ع ۱) اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے سب مرد ہی تھے۔

مرزائیوں سے سوال یہ ہے کہ قرآن کی رو سے نبی مرد ہی ہوتا ہے۔ مگر مرزا کے اپنے بقول وہ تو عورت تھے حیض بھی آتا تھا، عورت ہو کر نبی کیسے بن گیا؟

سوال نمبر ۱۱

مرزا کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نعوذ باللہ مجھ سے پیدا ہوا ہے اور میں خدا سے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ

"خدا نے مجھے کہا ہے کہ اے مرزا...... انت منی و انا منک" (دافع البلاء صفحہ ۱۹) کہ اے مرزا تو مجھ سے پیدا ہوا ہے اور میں تجھ سے۔ ایسا ہی مرزا کے سامنے مرزا کو کہا گیا تو مرزا بہت خوش ہوا اور اس کو اپنے اخبار قادیان میں شائع کیا۔ اس میں صاف لکھا ہے۔

خدا سے تو، خدا تجھ سے ہے
واللہ تیرا رتبہ نہیں آتا بیاں میں

(اخبارِ بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء) اب اس شعر کے ٹکڑہ میں قسم سے یہ کہا گیا ہے کہ اے مرزا تو خدا سے ہے اور خدا تجھ سے۔ مگر اس کے خلاف قرآن اعلان فرماتا ہے۔ لم یلد و لم یولد (سورۃ اخلاص) کہ نہ خدا سے کوئی ہے اور نہ خدا کسی سے ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر مرزا کی بات اور الہام صحیح ہے تو نعوذ باللہ قرآن کا اعلان غلط ہوتا ہے۔ اگر قرآن کا اعلان صحیح ہے اور واقعتاً صحیح ہے تو یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ مرزا کی بات اور الہام غلط، جھوٹا اور شیطانی ہے

سوال نمبر ۱۲ مرزا کہتا ہے ورأیتنی فی المنام عین الله و تیقنت اننی هو۔

"میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا کہ وہی (خدا ہی) ہوں"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و کتاب البریہ ۷۹/۱۰۲ و تذکرہ ص ۱۹۲ طبع چہارم)

مرزا کا اس میں واضح اور صاف اعلان ہے کہ مرزا نعوذ باللہ خود خدا ہے۔ مگر قرآن اعلان فرماتا ہے کہ قل ہو اللہ احد (سورۃ اخلاص) کہ اے نبی فرما دو کہ اللہ ایک ہے۔ اگر مرزا بھی خدا ہے تو دو خدا ہو گئے۔ مگر قرآن فرماتا ہے کہ نہیں خدا ایک ہی ہے۔ تو یہ بات واضح ہو گئی کہ مرزا کا دعویٰ خدائی جھوٹا ہے۔ مرزا کا یہ کشف، خواب اور یہ دعویٰ بھی دوسری باتوں کی طرح جھوٹا ہو گیا۔ جبکہ مرزا یہ بھی کہتا ہے کہ "نبی کا کشف اور خواب ایک وحی ہوتا ہے" (جھوٹا نہیں ہوتا) (ایام الصلح ص ۴۰۹) کیا مرزا ان جھوٹے الہاموں کی وجہ سے جھوٹے ثابت نہیں ہوئے؟ یا کہ مرزائیوں کے نزدیک جھوٹے ہونے کا کوئی اور معیار ہے تو وہ بتائیں؟ (جاری ہے)

بقیہ از ص ۴۸

مشتمل ایک کمیشن قائم کیا جائے جو بااختیار ہو۔ اس کمیشن کے سامنے قاتل کو کھڑا کر دوں گا۔ اگر غلط ہو تو مجھے پھانسی دیدی جائے۔ پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں، بھرے جلسہ عام میں کہہ رہا ہوں، ہم منافق نہیں ہیں، جو کچھ دل میں ہے وہی زبان پر ہے۔ مرزائیت کے معاملہ میں بھی سچ جھوٹ پر کھنا چاہتے ہو پرکھ لو فتح ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے۔ جاؤ مرزا بشیر الدین کو لے آؤ۔ اسکے دائیں ہاتھ کو اور میرے بائیں ہاتھ کو ہتھکڑی لگادو پھر دونوں کو جیل بھیج دو۔ صرف ایک ہفتہ کے لیے کھانے کو کچھ نہ دو پینے کے لئے پانی رکھ دو ایک ہفتہ کے بعد جو زندہ نکل آئے وہ سچا۔ بے شک وہ اپنے ابا کی سنت میں پلور کی ٹانک وائن پی کر آئے۔ میں اپنے نانا کی سنت میں ستو پی کر آؤں گا۔ تم اور کچھ نہیں کر سکتے تو یہ ہی کر کے دیکھ لو سچ جھوٹ سامنے آجائیگا۔

مزید بر آں ۲۶ مئی ۵۱ء کے جلسہ میں ہی شاہ جی نے الیکشن کے عام نتائج پر بھی متنبہ فرمایا کہ یہ نتائج کچھ خوش کن نہیں ہیں کامیاب ہونے والوں میں اکثریت فیوڈل لارڈز کی ہے جن کے کوئی عقائد نہیں اور جن کا ملک و قوم سے ہمیشہ بعد رہا ہے۔

احرار اور تحریک تحفظ ختمِ نبوت

قادیانیوں کی عبرتناک شکست پر مجلس احرار اسلام کا یوم تشکر

۱۹۵۰ء کے انتخابات کے نتائج مارچ ۱۹۵۱ء میں شائع ہوئے تو مرزائیوں کی شکست فاش پر مجلس احرار اسلام نے ملک بھر میں یوم تشکر منانے کا فیصلہ کیا جو مختلف دنوں میں مختلف مقامات پر منایا گیا۔ لائل پور (فیصل آباد) ۲۰ اپریل ۵۱ء گوجرانوالہ ۳۰ اپریل ۵۱ء اور لاہور میں ۲۶،۲۵ مئی ۵۱ء کو دو دن کانفرنس ہوئی جس میں پورے پنجاب سے جیوش احرار مع بینڈ کے شریک ہوئے۔ ۲۵ مئی ۵۱ء کا دن اس لحاظ سے تاریخی تھا کہ جنوری ۴۹ء کے بعد پہلی مرتبہ احرار کے سرخ پوش رضاکار پورے جاہ و جلال کے ساتھ اپنے اپنے اضلاع سے بینڈ کے ساتھ شرکت کے لئے بصورت جلوس شہر میں داخل ہو کر مرکزی دفتر مجلس احرار اسلام لاہور پر لہراتے ہوئے پرچم احرار کو سلامی دیکر احرار پارک دہلی دروازہ میں اپنے اپنے مخصوص خیموں میں مقیم ہو رہے تھے۔ شام تک احرار پارک میں ایک "نیا مدینۃ الاحرار" بس گیا تھا۔ پنجاب کے اضلاع سیالکوٹ ،لائل پور (فیصل آباد) گوجرانوالہ ،سرگودھا ،میانوالی، ملتان، ساہیوال ، اوکاڑہ، شیخوپورہ ، راولپنڈی ،وزیر آباد، صوبہ سرحد سے پشاور، بنوں ،ہری پور ہزارہ اور کوہاٹ سے بھی جیوش احرار اسلام سرخ وردیوں میں شامل ہوئے۔ رات کو جلسہ عام میں اکابر احرار نے اپنی تقاریر میں مرزائیت کا تارو پود بکھیر کر رکھ دیا۔ ۲۶ مئی کو جلوس کا پروگرام تھا۔ مرزائیوں کی شکست پر جہاں احرار خوشی کے شادیانے بجا رہے تھے ۔ وہاں مرزائیوں کے ہاں صف ماتم بچھی ہوئی تھی ۔ پھر بھلا مرزائی یہ سب کچھ ٹھنڈے پیٹوں کیسے برداشت کر لیتے۔ ربوہ اور لاہور سے کراچی ٹیلیگرام دیئے جا رہے تھے۔ عرضداشتیں گزاری جا رہی تھیں۔

پیچھا چھڈ دے نئیں احرار والے
چنبڑ گئے سیال دے تاپ وانگوں
(سائیں حیات)

مسٹر قربان علی آئی جی پنجاب پولیس، سردار عبدالرب نشتر گورنر پنجاب اور مسٹر ممتاز احمد دولتانہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواستیں دی جا رہی تھیں۔ کہ احرار کو روکو۔ پکڑو۔ دوڑو۔ پولیس اپنے طور پر بھی سرگرم عمل تھی۔ کبھی شیخ حسام الدین سیکرٹری جنرل مرکزیہ مجلس احرار اسلام کو تنبیہ کی جاتی اور کبھی صدر مرکزیہ ماسٹر تاج الدین انصاری کو گورنر ہاؤس طلب کر کے سردار نشتر فرماتے۔ ماسٹر جی یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیسا ہنگامہ ہے میرے پاس جو رپورٹیں آ رہی ہیں اور خاص طور پر آئی جی پولیس بہت غیر مطمئن ہیں۔ آپ کرنا کیا چاہتے ہیں؟ الیکشن تو ختم ہو چکا۔ پورے سیکرٹریٹ میں ہل چل مچی ہوئی ہے! چیف منسٹر بھی اضطراب محسوس کرتے ہیں۔ ماسٹر جی نے فرمایا: آپ ہمارے کردار و عمل سے بخوبی واقف ہیں۔ ہم جنوری ۴۷ء سے مروجہ سیاست سے کنارہ کش ہو چکے ہیں۔ مسلم

لیگ کو اب احرار سے کوئی خطرہ نہیں۔ نہ ہمارے کوئی سیاسی عزائم ہیں۔ رہا مرزائیوں کا معاملہ تو ہم انکو محب وطن نہیں سمجھتے۔ مرزائی اسلام کے باغی ہیں۔ انکی مخالفت صرف ہمارا ہی نہیں ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ اس پر بھی مطمئن نہیں تو پھر ایسا کیجئے کہ قرآن پاک منگوائیے۔ آپ مسلمان ہیں، ماشاء اللہ نمازی بھی ہیں قرآن پاک آپ کے

ماسٹر تاج الدین انصاری نے سردار عبدالرب نشتر سے کہا:
ہم مرزائیوں کو محب وطن نہیں سمجھتے، یہ اسلام کے باغی ہیں۔ مرزائیوں کی مخالفت صرف ہمارا ہی نہیں ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے

یہاں یقیناً موجود ہوگا۔ میں بھی اس پر ہاتھ رکھتا ہوں۔ آپ بھی رکھیں۔ اور حلف اٹھاتے ہیں پاکستان کی وفاداری پر! نشتر فوراً گویا ہوئے نہیں نہیں ماسٹر جی، مجھے آپ کی بات پر کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ کوئی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ نہ کھڑا ہو جائے۔ ماسٹر جی نے کہا کہ آپ مطمئن رہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور ماسٹر جی واپس آگئے!

دراصل مسلم لیگی حکومت اپنی بد اعمالیوں اور لوٹ کھسوٹ کی وجہ سے پبلک میں اپنا اعتماد کھو چکی تھی۔ اسے ہر طرف خطرہ نظر آرہا تھا۔ حکومت پاکستان امریکہ کی وجہ سے مرزائیوں کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ (قادیانی) نے خارجہ پالیسی کو بازیچہ اطفال بنا رکھا تھا۔ کشمیر کا معاملہ ڈانواڈول تھا مرزائی اپنی سازشوں اور مکارانہ پالیسی کے تحت پاکستان کو اندرونی طور پر کمزور کرنے کے لئے کلیدی آسامیوں پر قابض ہوتے جا رہے تھے۔ اور امریکہ انکی حمایت کر رہا تھا۔ سر ظفر اللہ نے مسلم لیگی بزرجمہروں کو یہ یقین دلا رکھا تھا۔ کہ امریکہ ہی کی وجہ سے ہم بچے ہوئے ہیں ورنہ انڈیا ہمیں روس کے ساتھ مل کر ہڑپ کر جاتا۔ لیکن ہو کیا رہا تھا؟ اقوام متحدہ کی جنرل کونسل میں جب بھی مسئلہ کشمیر پیش ہوتا روس ویٹو کر دیتا اور پاکستان منہ دیکھتا رہ جاتا اور امریکہ، بھارت یا روس سے کوئی نہ کوئی اپنا مفاد حاصل کر کے چشم پوشی کر لیتا یا پاکستان کو مزید قرضہ دیکر یا محض قرضہ دینے کی یقین دہانی کرا کر خاموش رہنے کی تلقین کرتا۔ ایسے میں اگر پبلک میں کوئی شور و غوغا ہو تو حکومت کیسے متحمل ہو سکتی ہے۔ نیز حکومت کو یہ خطرہ بھی لاحق تھا کہ گو احرار بے شک، مسلم لیگ کے حلیف ہیں۔ لیکن کوئی بھی طالع آزما گروہ اس ایشو پر طبع آزمائی کر سکتا ہے۔ بدیں وجہ نہ تو حکومت مرزائیوں کو ناراض کر سکتی تھی۔ کہ امریکہ بہادر ناراض ہوتا تھا۔ ظفر اللہ نے یہی ہوا دکھا کر حکومت کو دباؤ میں رکھا ہوا تھا۔ اور نہ ہی احرار کے خلاف کوئی بڑا اقدام حکومت کے وارے میں تھا۔ ۲۶ مئی کو صبح دس بجے جلوس ترتیب دیا گیا قیادت کے فرائض فرزند امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری نے انجام دیئے۔

جلوس دہلی دروازے سے شہر میں داخل ہوا اور چوک وزیر خان سے ہوتا ہوا شاہ عالم مارکیٹ سے گزر کر سرکلر روڈ پر آگیا۔ جلوس اس طریقہ پر ترتیب دیا گیا کہ سب سے آگے سیالکوٹ کا بینڈ اور جیش حافظ محمد صادق کی قیادت میں اور اسکے بعد دوسرے اضلاع کے جیش انکے بعد گوجرانوالہ کا بینڈ اور جیش پھر فیصل آباد (لائل پور) کا بینڈ اور جیش پھر دوسرے اضلاع کے جیش پھر لاہور کا بینڈ اور دوسرے اضلاع کے سرخپوش جیش عجیب بہار دکھا رہے تھے۔ ہر جیش کے سالار نے مجلس احرار اسلام کا پرچم تھام رکھا تھا۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر سرخ رنگ کے

کپڑے پر سفید لکھائی میں حسب ذیل مطالبات اور نعرے درج تھے۔ پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ اللہ حکومت الٰہیہ کا قیام ہمارا مشن ہے۔ مجلس احرار اسلام زندہ باد۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دو۔ سر ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کرو۔ مرزائی پاکستان کے دشمن ہیں۔ تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد پاکستان پائندہ باد۔ یہ ماٹو دو دو رضاکار اٹھائے ہوئے چل رہے تھے۔ جگہ جگہ جلوس پر گل پاشی ہو رہی تھی۔ ٹھنڈے پانی کی سبیلیں لگی ہوئی تھیں۔ جلوس میں شامل گوالمنڈی لاہور کے خورشید الاسلام ہائی سکول کے طلباء کا بینڈ اور پی ٹی کے کرتب کی لہسنی شان تھی۔ اتنا پروقار اور نظم و ضبط کا پابند جلوس چشم لاہور نے شاید ہی کبھی دیکھا ہو۔ جلوس کا پہلا جیش شاہ عالم مارکیٹ سے گزر کر سرکلر روڈ پر آ گیا تھا۔ لیکن ہنوز دہلی گیٹ میں آخری جیش ابھی ترتیب پا رہا تھا۔ سرکلر روڈ سے جلوس نے ٹرن لیا اور انارکلی بازار سے ہوتا ہوا عجائب گھر کے سامنے سے مزنگ اور میانی صاحب کے قبرستان میں مفکر احرار چوہدری افضل حق کے مزار پر حاضری اور فاتحہ خوانی نیز سلامی کے بعد شملہ پہاڑی سے گزر کر واپس دہلی گیٹ احرار پارک آ کر اختتام پذیر ہوا۔ کھانا کھانے کے بعد رضاکار اپنے اپنے خیموں میں آرام کرنے لگے نماز عشاء کے بعد کانفرنس کا اجلاس تھا۔ جس میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا خطاب ہونا تھا۔ صدارت حضرت مولانا احمد علی لاہوری کر رہے تھے۔ حضرت خطبہ صدارت لکھ کر لائے تھے۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مرزا غلام نبی جانباز، سید امین گیلانی، سائیں محمد حیات پسروری اور ابراہیم خادم کی کڑکتی بھڑکتی نظموں کے بعد حضرت لاہوری نے خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ جو بہت طویل ہوتا گیا۔ لوگ جو امیر شریعت کو سننے کا اشتیاق لیکر آئے تھے۔ جز بز ہونے لگے۔ گرمی کا موسم، رات کافی ہو چکی تھی۔ حضرت مولانا احمد علی نے جب حضرت امیر شریعت اور مجلس احرار اسلام کے

حضرت امیر شریعت نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:
لیاقت علی خان، بچو! مجھے مرزا بشیر الدین کے بیان سے تمہارے قتل کی بو آ رہی ہے............اور لیاقت علی خان قتل کر دیئے گئے۔

کارنامے خاص طور پر احرار رضاکاروں کے لئے تعریفی کلمات بیان فرمائے تو ایک سے برداشت نہ ہو سکا۔ اس نے حضرت مولانا کو مخاطب کرتے ہوئے سوال کیا، حضرت یہ جو آج لاہور میں احرار رضاکار بینڈ باجے بجاتے رہے ہیں کیا اسلام اسکی اجازت دیتا ہے؟ حضرت نے جواب میں فرمایا احرار رضاکاروں کا یہ فعل محض نمود و نمائش نہیں بلکہ دشمنان اسلام پر رعب ڈالنا اور قوت احرار کا اظہار تھا۔ اور پھر بڑی گھمبیر آواز میں فرمایا ارے تم ان رضاکاروں کو کیا سمجھتے ہو یہ اسلام کے سپاہی ہیں۔ اور پھر ایک خاص جذبہ کے تحت فرمایا۔ ارے میں تو ان لوگوں کو حضرت بخاری کے جلو میں ایسے ہی بینڈ باجوں کے ساتھ جنت الفردوس میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ تم ان کے مقام و مرتبہ کو کیا جانو؟ کاش پوری قوم کے نوجوان اسی جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر میدان عمل نکل آئیں۔ یہ تھا حضرت مولانا احمد علی (جو اپنے وقت کے ولی کامل تھے) کا احرار رضاکاروں کو خراج تحسین۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرتؒ کو علیین میں اعلیٰ مقام سے نوازے (آمین) بہرحال حضرت نے خطبۂ صدارت ختم کیا۔

حضرت امیر شریعت بے شمار نعروں کی گونج میں مائک پر تشریف لائے۔ ابھی خطبہ شروع نہیں کیا تھا کہ ایک آدمی نے سٹیج کے قریب سے الفضل اخبار (مرزائیوں کا بھونپو) کا ایک پرچہ دیا جس میں مرزا بشیر الدین کا ایک بیان چھپا تھا۔ شاہ جی نے پڑھ کر رکھ دیا اور ایک لمبا ٹھنڈا سانس لیا۔ پھر عربی میں خطبہ شروع کیا۔ عام لوگ عربی تو نہیں سمجھتے ہیں۔ ہم فیصل آباد کے ساتھی سٹیج کے قریب ہی ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ سو چکے تھے کچھ اونگھ رہے تھے۔ چونکہ تمام دن گرمی میں جلوس کے ساتھ رہے تھے۔ تھکاوٹ کی وجہ سے نیند آرہی تھی۔ جبکہ بادل بھی ہو رہے تھے اور ہوا بھی چل رہی تھی۔ اتنے میں مولوی تاج محمود مرحوم لائل پوری پنجابی میں کہنے..... لگے او سنڈیو...... ہوش نال بیٹھو۔ اج شاہ جی دی تقریر عام تقریراں نالوں ہٹ کے ہو ویگی۔ عربی خطبے دا انداز ایہو دسدا اے۔ (اے نوجوانوں ہوش سے بیٹھو۔ آج شاہ جی کی تقریر عام تقریروں سے ہٹ کر ہو گی عربی خطبہ کا انداز یہی بتا رہا ہے۔) منہ پر پانی کے چھینٹے مار لو تا کہ سو نہ جاؤ۔ چنانچہ ہم سب رضاکاروں نے ایسا ہی کیا اور ہوشیار ہو کر بیٹھ گئے! شاہ جی فرما رہے تھے۔ آیا تھا یوم تشکر منانے لیکن اب اسے یوم تفکر کا نام دیتا ہے۔ یہ جو میں نے ابھی آپ کے سامنے الفضل اخبار میں مرزا بشیر الدین کا بیان پڑھا ہے۔ یہ دعوت فکر دیتا ہوں۔ ایسے ہی بیانات اور رویاء اس سے پہلے بھی شائع ہوتے رہے ہیں۔ اور انکے نتائج بھی سامنے آتے رہے ہیں۔ آج پھر یہ بیان کسی کے لئے انتباہ ہے! ملاؤں کڑیاں ؟ ایسے ہی بیان قادیان میں جب بھی دیئے جاتے کوئی نہ کوئی قتل ضرور ہوتا۔ مولانا عبدالکریم ، باہلہ پر قاتلانہ حملہ! اور محمد حسین بٹالوی کا قتل نیز محمد امین مرزائی کا قتل اور دیگر کئی تشدد آمیز واقعات جن کا ذکر جی ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور کے فیصلہ میں موجود ہے۔ ایسے ہی بیانات کا شاخسانہ تھے۔ شاہ جی نے اور بھی کئی حوالے دیئے۔ اور پھر اچانک کھڑے ہوگئے۔ بڑے سے جوش فرمایا لیاقت علی! بجو اس تحریری بیان سے مجھے تمہارے قتل کی بو آرہی ہے۔ یہ فقرے مجمع پر بجلی بن کر گرے۔ سارا مجمع کھڑا ہو گیا۔ اکا براحرار جو سٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ساکت و جامد مجسمہ سوال بنے ہوئے تھے۔ آخر شیخ حسام الدین گویا ہوئے شاہ جی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ ملک کا پرائم منسٹر ہے اگر خدانخواستہ کوئی گڑبڑ ہوئی تو ہم کیا جواب دیں گے؟ شاہ جی نے فرمایا جواب؟ کس بات کا؟ یہ سازش تو ہو چکی! لوگ بھی شور مچا رہے تھے۔ شاہ جی کھل کر بات کریں۔ اتنے میں ہلکی سی بوندا باندی ہونے لگی۔ شاہ جی نے فرمایا بابو لوگو! میں کیا کروں میری آنکھیں جو دیکھ رہی ہیں وہ تم نہیں دیکھ سکتے۔ پھر کہتے ہو یہ بوڑھا جو کہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ ہاں ہاں میں دیکھ رہا ہوں خدا کی قسم یہ آئے ہوئے بادل ٹل سکتے ہیں، بارش رک سکتی ہے لیکن بخاری کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ جب شاہ جی یہ بات کہہ رہے تھے توانکی دائیں ہاتھ کی انگلی آسمان کی طرف تھی اور بارش ہو رہی تھی۔ یہ بات کہتے ہوئے جب انگلی نیچے آئی تو بارش رک چکی تھی۔ تمام مجمع ساکت و جامد حیران و پریشان ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کی کیفیت میں تھا۔ شاہ جی پھر گویا ہوئے۔ لیاقت علی اگر بچنا چاہتے ہو تو (ماسٹر جی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس بڈھے سے بات کرو! ہماری ہی کیا سارے پنڈال، نہیں نہیں پورے لاہور کی نیند اڑ چکی تھی۔ گورنمنٹ ہاؤس میں الارم بج اٹھے۔ یہ واقعہ آج بھی میرے دماغ کی لوح پر مَن وعَن نقش ہے میں دیکھ رہا ہوں لوگ اضطراری کیفیت میں ایک دوسرے سے سوال کر رہے تھے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ ملک کے وزیراعظم کے قتل کی سازش کا اعلان جلسہ عام میں ہو رہا ہے ان کو کیسے علم ہوا۔ کیا یہ خود ملوث ہیں؟ اگر نہیں تو ان کو کیسے علم ہو گیا؟"

خود شریک ہیں تو ایسی ہی خفیہ بات مجمع عام میں کیسے کر سکتے ہیں؟ ان ہونی بات بخاری نے کہہ دی ہے۔ یہ سوال ہمارے گردوپیش بھی ہو رہا تھا۔ میرے ساتھی بھی کہہ رہے تھے۔ اب کیا ہوگا؟ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا

قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید

یہ پکی بات لکھ لو لیاقت علی خان گئے۔ اگر شاہ جی کی بات پر توجہ نہ دی گئی تو یہ ان ہونی ہو کر رہے گی۔ شاہ جی نے اور کیا کیا کہا، کسی کو سننے کا ہوش کہاں تھا۔ جلسہ برخواست ہوا تو شاہ جی دفتر احرار میں تشریف لے گئے اور چائے طلب کی۔ دوست احباب ہمہ تن سوال بنے بیٹھے تھے۔ چائے آ گئی شاہ جی چائے پینے لگے۔ کسی میں ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ شاہ جی سے مزید کوئی سوال کرتا۔ اتنے میں ہوم سیکرٹری آئی جی، ڈی آئی جی اور دیگر کئی افسران کی کاریں آ کھڑی ہوئیں۔ اور شاہ جی سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ تمام حضرات کو اوپر دفتر میں بلا لیا گیا۔ علیک سلیک کے بعد شاہ جی نے فرمایا: بابو لوگو! ہم فقیروں کا ڈیرہ تو ایسے ہی ہے۔ کرسیاں اور صوفے تو ہمارے پاس نہیں۔ تشریف رکھیں۔ چائے پیش کرنا چاہی تو انہوں نے بصد ادب معذرت کر لی اور گردوپیش پر نظر ڈالی یعنی تخلیہ چاہا۔ شاہ جی نے احباب کو دوسرے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا تو سب ساتھی اٹھ گئے۔ صرف ماسٹر تاج الدین انصاری اور شیخ حسام الدین کو شاہ جی نے روک لیا۔ باقی تمام ساتھی ملحقہ کمرہ میں ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھ گئے۔ بات شروع ہوئی۔ آنے والے اصحاب میں سے کسی نے کہا کہ شاہ جی آپ نے وزیراعظم کے قتل کی پیش گوئی کی ہے اس سلسلہ میں آپ کے (Sources) ذرائع کیا ہیں۔ اور آپ کو اس کا علم کیسے ہوا؟ شاہ جی نے فرمایا میں نے انتباہ کر دیا ہے سازش کو ڈھونڈنا آپ کا کام ہے۔ میں نے مرزا بشیر الدین کی تقریر سے اخذ کیا ہے۔ خدا کرے میری بات جھوٹ ہو۔ لیکن میرا وجدان کہتا ہے کہ سازش ہو چکی ہے۔ شاہ جی نے زمین سے چائے والا کپ اوپر اٹھایا اور فرمایا اگر میں یہاں سے چھوڑ دوں تو نتیجہ کیا ہوگا۔؟ کسی نے کہا کہ یہ گرنے سے ٹوٹ جائے گا۔ فرمایا بس معاملہ ایسے ہی اٹکا ہوا ہے۔ میں نے برسر عام کہا ہے اب بھی کہتا ہوں کہ مرزائیوں کی ایک تکنیک ہے اور وہ اسی کے تحت کام کرتے ہیں۔ سازش مہینوں پہلے ترتیب دیتے ہیں جب مکمل کر لیتے ہیں تو پھر کسی نہ کسی بہانے یا اپنے کسی ایجنٹ کو مطلع کرنے کے لئے اشارہ دیتے ہیں۔ میں نے اس بیان سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اسی لائن پر آپ تحقیق کریں ایسی ہی دو چار باتیں کر کے وہ چلے گئے۔ شاید وہ ایسے مجذوب کی باتیں سمجھتے رہے لیکن محرم حال تو حقیقت کو پا گئے تھے۔ اور پھر ۱۶ اکتوبر ۵۱ء کو راولپنڈی میں وہ ناشدنی واقعہ کا حصہ ظہور پذیر ہو گیا۔ پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کو بھرے جلسہ عام میں تمام سکورٹیز کے باوجود گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ اور سازش کے ثبوت خود پولیس کے ہاتھوں گم کرا دیئے گئے۔ تحقیقاتی کمیشن مقرر ہوئے لیکن آج تک کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ تاریخ اپنے اوراق پلٹتی ہے کئی سال بعد وہی دہلی دروازہ کا احرار پارک ہے اور ایک جلسہ عام ہے شاہ جی پھر ببانگ دہل کہتے ہیں کہ میں نے اسی پارک میں لیاقت علی کے قتل کے بارہ میں انتباہ کیا تھا لیکن حکومت نے میری بات کو مجذوب کی بڑ جانتے ہوئے درخور اعتناء نہ سمجھا اور لیاقت علی قتل ہو گئے اور پھر تم شہید ملت کے قتل کی تحقیقاتی رپورٹ کی حفاظت نہ کر سکے۔ آج پھر کہتا ہوں تحقیق میں نے بھی کی ہے قاتل میرے سامنے ہے کہو تو بتا دوں؟ لوگوں نے شور مچا دیا شاہ جی بتائیں بتائیں فرمایا ایسے ہی بتا دوں۔ جاؤ حکومت سے کہو ہائی کورٹ کے ججوں پر

بقیہ ص ۴۳ پر دیکھیں

حکیم عبدالسلام ہزاروی

انہوں نے سرحد کو تحریک آزادی کا مرکز بنا دیا

ہزارہ بلاشبہ برصغیر کا ایک مردم خیز علاقہ ہے۔ یہاں سے نہ صرف وسیع اور جید علماء، محدثین، فقہاء دانش وروں اور صاحبان کشف و کرامت بزرگوں نے جنم لیا بلکہ اس دھرتی سے تحریک آزادیٔ وطن کے جاں نثاروں کا بھی چولی دامن کا ساتھ رہا ہے جن کا شعور برصغیر پاک و ہند میں پھیلا ہوا ہے۔

ایسی ہی ہستیوں میں ایک حکیم عبدالسلام ہزاروی بھی تھے۔ وہ ایک متوسط مگر علمی و دینی اعتبار سے معروف، اعوان خاندان میں موضع سیر پور متصل ہری پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے عالم دین والد نے ان کی تعلیم و تربیت کا بیڑہ اٹھایا مگر قضا و قدر کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ یوں وہ ناگہانی طور پر سایہ پدری سے محروم ہو کر تحصیل علم اور تلاش معاش کے لئے گھر بار کو نوعمری میں ہی خیر باد کہنے پر مجبور ہوگئے۔ انہوں نے متعدد درس گاہوں اور خانقاہوں سے فیض یاب ہونے اور متفرق چشمہ ہائے علوم و عرفان سے سیریاب ہونے کے بعد طب کی تعلیم کی طرف توجہ دی اور حکیم اجمل خان اور مفتی سلیم اللہ خان جیسے ثقہ حکما کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

حکیم صاحب کی نوجوانی کا ہی عہد تھا کہ جنگ آزادی کی لہروں نے برصغیر پاک و ہند کو پوری شدت سے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یوں تو بیسویں صدی آزادیٔ حریت فکر و عمل اور انقلاب کی فضاؤں کے آغوش میں آئی مگر جنگ عظیم اوّل کی آمد نے اس کو مہمیز دی۔ برصغیر میں خونچکاں جلیانوالہ باغ کا حادثہ اس کا حرف اوّل ثابت ہوا۔ حکیم صاحب کی سیاسی زندگی کا نقطۂ آغاز بالعموم تحریک خلافت تھی جو ان کے عنفوانِ شباب کا بھی عہد تھا۔ جنگ آزادی کے ایک نامور کارکن خان غازی کابلی مرحوم نے حکیم صاحب کی رحلت کے موقع پر ایک دلچسپ مضمون تحریر کیا جو ملک کے متعدد جرائد و رسائل کی زینت بنا۔ یہ خان غازی کابلی عبوری حکومت ہند بمقام کابل کے صدر اور وزیراعظم راجہ مہندر پرتاپ اور مولانا عبیداللہ سندھی کے خفیہ پیغام رساں کے طور پر دوسری دہائی کے آخر کابل میں اور ہندوستان کے متعدد مقامات کے دوروں کے سلسلے میں ایک خاص اہمیت اور مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ "ہری پور میں ان کی ملاقات ایک نوجوان سے ہوئی جسے ان کے مشن اور متعلقہ امور و حالات سے مکمل آگاہی تھی" اور انہوں نے اس نوجوان کی جسے بعد میں ان کے بقول حکیم عبدالسلام ہزاروی کے طور پر معروف ہونا تھا کے حسن اخلاق اور مہمان نوازی کی بھرپور داد دی ہے۔ حکیم صاحب نے ۱۹۲۶ء میں صحافت کی پرخار وادی میں قدم رکھا اور راولپنڈی سے رسالہ "مجاہد" کا اجرا کیا یہ یقیناً ان کے جوش و جذبہ آزادی کے لیئے تڑپ اور برطانوی استعمار سے نفرت کا شاہکار تھا مگر پابندیوں

اور قید و بند کی صعوبتوں نے اس راہ میں رکاوٹیں حائل کر دیں۔ ۱۹۲۷ء میں انہوں نے ہری پور میں اپنے مطب کا اجراء کیا اور اسی سال انہی کے دوا خانے میں آل انڈیا کانگریس ہزارہ برانچ کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۲۸ء میں وہ ضلع ہزارہ کانگریس کے صدر منتخب ہوئے۔ اپنی جاذب و پُروقار شخصیت اور خوبیوں کی بدولت وہ جلد ہی صوبہ سرحد کانگریس کے صدر اور آل انڈیا کانگریس ورکنگ کمیٹی کے رکن چن لئے گئے۔ یوں ان کے خلوص، محنت لگن، جاذب شخصیت، سیاسی سوجھ بوجھ، عزت نفس، جدوجہد اور عزم وارادہ کی بدولت قومی سیاست پر ایک اور ستارہ طلوع ہوا۔

برطانوی نو آبادیاتی نظام کے خلاف ان کی جدوجہد روز افزوں ترقی کی منازل طے کرتی رہی یہاں تک کہ انہوں نے انگریز کے خلاف جدوجہد میں معاون کی حیثیت اختیار کر لی۔ انہیں بار بار قید و بند کی صعوبتوں سے گزرنا پڑا مگر ان کے عزم، ارادے، جدوجہد اور عمل و استقامت میں کوئی جھول اور لغزش نہ آئی۔

ایک وقت وہ بھی آیا کہ کانگریس کی پالیسیوں سے اختلاف اور احتجاج کے طور پر اپنے رفقائے کار بشمول سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا ظفر علی خان، مولانا مظہر علی اظہر، غازی عبدالرحمان و عبدالرحیم کی معیت میں اس پلیٹ فارم سے علیحدگی اختیار کر لی اور مجلس احرار اسلام کا پرچم تھام لیا۔ مقصد جنگ آزادی تھا۔ جماعت کی تبدیلی ایک اصولی معاملہ تھا۔ یوں وہ ایک عرصہ تک مجلس احرار اسلام صوبہ سرحد کے امیر کے طور پر مصروف جدوجہد رہے۔ اس سلسلے میں علاقے میں جنگ آزادی کو مہمیز دینے کے لئے انہوں نے ہری پور میں آل انڈیا احرار تبلیغ کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں ہندوستان کے طول و عرض سے سیاسی رہنماؤں، علمائے دین اور آزادی کے پروانوں نے شرکت کی۔ یوں سرحد کی مساجد، خانقاہیں اور مدرسے احرار لیڈروں کی شعلہ بیانیوں اور افکار و خیالات سے گونج اٹھے۔ ان سب کی مساعی اور تقاریر و تحاریک کا مرکزی نقطہ تھا آزادی اور برطانوی استعمار سے نجات۔

تقسیم برصغیر کے بعد مجلس احرار اسلام کی مجموعی پالیسی کے مطابق جب جماعت کو باضابطہ طور پر سیاسیات سے الگ کر دیا گیا اور ساتھیوں کو اپنے اپنے مخصوص حالات کے مطابق لائحہ عمل اختیار کرنے کا اذن ہوا تو حکیم صاحب نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر لی مگر خان عبدالقیوم خان کی مسلم لیگی سیاست ان کو بھا نہ سکی اور وہ جلد ہی اس سے مایوس ہو گئے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ قیام پاکستان کے بعد کی سیاسیات سے ان کا دل کھٹا ہو گیا اور انتخابی سیاست کی ناہمواریوں سے وہ مکمل طور پر مایوس ہو کر ایک حد تک گوشہ نشین ہو گئے مگر ان کا پس منظر چونکہ دینی و علمی تھا۔ اور حریت فکر کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اس لئے استعمار سے نفرت اور خاتم الانبیاء ﷺ کی ذات اقدس سے عقیدت ان کے ایمان کے علاوہ مزاج اور شخصیت کا جزو بن چکی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بھرپور حصہ لیا۔

(بشکریہ ماہنامہ قومی صحت، لاہور مارچ ۱۹۹۵ء)

مولانا محمد اسحٰق سلیمی، سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ کا تنظیمی دورہ

ماتحت شاخوں کی تنظیمی صورت حال کا جائزہ

شہداء ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت، مختلف احباب سے رابطہ و ملاقات۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی نگران کمیٹی کے ارکان مولانا محمد اسحٰق سلیمی، سید محمد کفیل بخاری اور جناب عبداللطیف خالد چیمہ ۲۱ فروری کو مسجد احرار ربوہ پہنچے۔ یہاں ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے اجتماع جمعہ کا اہتمام کیا تھا۔ اجتماع جمعہ سے حضرت پیر جی مدظلہ، مولانا منظور احمد چنیوٹی مدظلہ، پروفیسر خالد شبیر احمد اور ملک رب نواز ایڈووکیٹ نے خطاب کیا۔ یہ اجتماع قادیانیوں کی غنڈہ گردی کے خلاف بھرپور اجتماع تھا۔ جو نماز عصر تک جاری رہا۔ بعد نماز عشاء شہداء ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات کو حتمی شکل دینے کے لئے اجلاس ہوا۔ جس میں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، مولانا محمد مغیرہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے شرکت کی۔ اجلاس تقریباً دو گھنٹے جاری رہا۔ کانفرنس کے انتظامات کو حتمی شکل دی گئی۔ اور جماعت کے تنظیمی امور پر بھی مفید مشورہ کے بعد اہم فیصلے کئے گئے۔ ۲۲ فروری، ہفتہ کو ۱۱ بجے دن مرکزی نگران کمیٹی کے ارکان ٹوبہ ٹیک سنگھ روانہ ہوئے اور نماز ظہر مسجد معاویہ میں ادا کی۔ مجلس احرار اسلام کے مقامی صدر جناب حافظ محمد اسمٰعیل صاحب اور دیگر ارکان جماعت کو شہداء ختم نبوت کانفرنس میں بھرپور طریقے سے شریک ہونے کی دعوت دی۔ مقامی تنظیمی صورت حال کا جائزہ لیا اور چند ہدایات بھی دیں۔ علاوہ ازیں مقامی علماء و معززین سے بھی تبادلہ خیالات ہوا۔ مولانا سید سلمان عباسی، مولانا محکم الدین صاحب اور دیگر حضرات یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ وفد یہاں سے کمالیہ پہنچا۔ نماز عصر حافظ محمد صدیق صاحب کے ہاں کی مسجد میں ادا کی اور بعد از مغرب مقامی احرار کارکن ماسٹر محمد سلیم صاحب کے ہاں ان کے والد مرحوم کی تعزیت کی۔ بعد از عشاء صدیقیہ مسجد میں مقامی احرار کارکنوں کے اجلاس میں شرکت کی۔ جناب عبدالکریم قمر، جناب محمد طیب، محمد طاہر، حافظ محمد صدیق اور قاری سعید احمد صاحب کے علاوہ تقریباً ۱۵ کارکنوں نے اجلاس میں شرکت کی۔ رات دفتر مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی میں قیام ہوا۔ ۲۳ فروری کو صبح عارف والہ روانہ ہوئے۔ احباب سے ملاقات کے بعد بستیاں پہنچے۔ یہاں احرار کارکن محترم عطاء اللہ صاحب کے مرحوم بہنوئی پروفیسر ریاض احمد کی شہادت پر تعزیت کی۔ بہاولنگر میں محترم حکیم عبدالغفور صاحب کے "کاشانہ معاویہ" پر احرار کارکنوں کا اجلاس تھا۔ مولانا انیس الرحمن کے علاوہ تمام مقامی احرار کارکن بھی اس میں شریک تھے۔ اجلاس میں اہم امور پر مشورہ و تبادلہ خیالات کے بعد حاصل پور پہنچے۔ یہاں قائم پور، گودرمی، شعلی غربی اور حاصل پور شہر کی جماعتوں کے ذمہ دار حضرات سراپا انتظار تھے۔ محترم ابوسفیان حاجی محمد اشرف تائب کے آستانہ پر اجلاس ہوا۔ محترم کفایت اللہ، مولانا محمد زمان، حافظ ہارون الرشید، مہر مشتاق احمد، حافظ مشتاق احمد اور دیگر ارکان موجود تھے۔ ان سے صلاح مشورہ کے بعد گڑھا موڑ پہنچے اور یوں مرکزی نگران کمیٹی نے تین دنوں میں یہ تنظیمی دورہ مکمل کیا۔ الحمد للہ تمام شاخوں سے احرار کارکن بھرپور طیاری کے ساتھ شہداء ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہوں گے اور ۶ مارچ جمعرات قبل از ظہر مسجد احرار ربوہ پہنچیں گے۔ قبل ازیں سید محمد کفیل بخاری ۱۷ تا ۱۹ فروری راولپنڈی، لاہور اور گجرات کا تنظیمی دورہ بھی مکمل کر چکے ہیں۔

◆ ربوہ میں مسلمان طلباء پر قادیانیوں کا حملہ کھلی غنڈہ گردی ہے ◆ کرنل ایاز اور دیگر قادیانی ملزموں کو فوراً گرفتار کیا جائے ◆ قانون امتناع قادیانیت پر سختی سے عمل کرایا جائے
◆ قادیانیوں کے بارے میں حکومت کی نرم پالیسی کی شدید مزاحمت کریں گے
◆ مسجد احرار ربوہ میں سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا منظور احمد چنیوٹی اور دیگر رہنماؤں کا خطاب

مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ۲۱ فروری کو مسجد احرار ربوہ میں اجتماعی نماز جمعہ ادا کی گئی۔ چنیوٹ، ربوہ اور مضافات سے سیکنڑوں مسلمان مشترکہ طور پر اجتماع جمعہ میں شریک ہوئے اور اپنے مطالبات کے حق میں صدائے احتجاج بلند کی۔ نماز جمعہ سے قبل احتجاجی اجتماع سے مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما اور مدرسہ ختم نبوت ربوہ کے منتظم ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ربوہ میں قانون امتناع قادیانیت کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ کرنل (ریٹائرڈ) ایاز احمد قادیانیوں کو عسکری تربیت دے رہا ہے۔ قادیانیوں نے ربوہ میں مسلمان طلباء پر حملہ کر کے طالب علم رہنما عقیل احمد ذاکر اور دیگر طلباء کو زخمی کیا۔ غریب مسلمانوں پر ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ لیکن ان تمام واقعات و شواہد کے باوجود انتظامیہ قادیانی مجرموں کو گرفتار نہیں کر رہی۔ ہم قادیانیوں کے بارے میں حکومت کی نرم پالیسی کی شدید مزاحمت کریں گے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ حکومت قانون امتناع قادیانیت پر سختی سے عمل کرائے اور ربوہ میں مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی غنڈہ گردی کا نوٹس لے۔ کرنل ایاز اور دیگر قادیانی ملزموں کو گرفتار کر کے قادیانیوں کی عسکری تنظیم پر پابندی عائد کرے۔

ادارہ دعوت و ارشاد کے مدیر اور نو منتخب رکن صوبائی اسمبلی مولانا منظور احمد چنیوٹی نے نماز جمعہ کے بعد اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ربوہ میں مسلمانوں کے خلاف مسلسل غنڈہ گردی اور قانون شکنی ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ قادیانیوں نے ربوہ میں اسلام اور پاکستان کے خلاف جاسوسی کا اڈہ قائم کیا ہوا ہے۔ وہ "اکھنڈ بھارت" کے منصوبے کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ حکومت قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے۔

پنجاب بار کونسل کے رکن ملک رب نواز ایڈووکیٹ نے کہا کہ قادیانی اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں وہ ملک میں بدامنی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم انہیں ایسے مذموم مقاصد میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

مجلس احرار اسلام کے رہنما پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ مجلس احرار اسلام نے جماعتی طور پر ۱۹۳۰ء کی تحریک کشمیر سے قادیانیوں کا عوامی محاسبہ شروع کیا اور آج ۱۹۹۷ء ہے۔ قادیانیت کے خلاف ہماری جدوجہد کو ۶۷ سال ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ آج پوری دنیا کے مسلمان قادیانیت کے خلاف متحد ہیں۔

اس اجتماع میں مسجد احرار کے خطیب مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد اسحٰق سلیمی، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد سالک، حافظ محمد علی، حافظ محمد طاہر اور محمد اسلم بھی شریک تھے۔

اجتماعی جمعہ میں چنیوٹ سے ایک بڑا جلوس موٹر سائیکلوں، کاروں اور ویگنوں کے ذریعے مسجد احرار پہنچا۔ اس میں مختلف دینی جماعتوں کے کارکن شریک تھے۔ اجتماع کے اختتام پر ابن امیر شریعت پیر جی سید عطاء المہیمن

بخاری نے مولانا منظور احمد چینوٹی کو رکن اسمبلی منتخب ہونے پر مبارکباد دی اور ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ انہوں نے مولانا منظور احمد چنیوٹی اور ودیگر جماعتوں کے کارکنوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر حضرت پیر جی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے نزدیک جمہوریت کفر ہے اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم دیانت داری کے ساتھ اس عقیدہ پر قائم ہیں کہ اسلام جمہوریت سے نہیں جہاد اور انقلاب کے ذریعے نافذ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ علماء کرام جمہوری جدوجہد کا راستہ ترک کرکے جہاد کی سنت زندہ کریں تو ان شاء اللہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہوجائے گا۔

حکومت قرآن و سنت کی بالادستی قائم کرکے ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرے
قادیانی انگریز کے وفادار اور اسلام کے غدار ہیں

(سید عطاء المہیمن بخاری)

مرزا طاہر اپنے اجداد کی پیروی میں مباہلہ سے فرار ہوگئے ہیں ۔

مولانا منظور احمد چینوٹی

چینوٹ میں ۲۳ویں فتح مباہلہ کانفرنس سے سید عطاء المہیمن بخاری،مولانا منظور احمد چینوٹی، مولانا عبدالوارث اور مولانا مسعود احمد سروری کا خطاب

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنما اور مدرسہ ختم نبوت ربوہ کے منتظم ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے کہا ہے کہ نئی منتخب حکومت قرآن و سنت کی بالادستی قائم کرکے ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرے۔ (مرزا غلام قادیانی کے بقول) قادیانی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہیں۔ اس لئے وہ اپنے عقائد و افکار کی رو سے انگریز کے وفادار، ملک و ملت کے غدار اور اسلام کے دشمن ہیں۔ موجودہ حکومت اقتصادی و معاشی مسائل کے حل سے ساتھ ساتھ پاکستان کی اساس اسلامی قوانین کے نفاذ اور ان کے تحفظ کا بھی اقدام کرے۔ وہ ۲۶ فروری کو چینوٹ میں فتح مباہلہ کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے مرزا طاہر کے مباہلہ کے چیلنج کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ تمہارے اجداد نے بھی مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے چیلنج قبول کیا اور میدان میں اترے مگر قادیانی مباہلہ سے فرار ہوگئے۔ آج ہم اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مرزا طاہر کی طرف سے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرکے اس کا انتظار کر رہے ہیں لیکن وہ میدان مباہلہ سے خود ہی راہ فرار اختیار کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا چینوٹی نے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرکے اسلاف کے عمل کی تجدید کی ہے اور میں تائید کرتے ہوئے ان کے ساتھ کھڑا ہوں۔ قادیانی ہمارے مقابلہ میں کبھی نہیں آسکتے۔

ادارہ دعوت وارشاد کے مدیر اور انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ کے رہنما مولانا منظور احمد چینوٹی نے کہا کہ قادیانی سچے ہیں تو اپنے دعویٰ کے مطابق مرزا طاہر میرے ساتھ مباہلہ کر لے۔ میں نے ۳۰ سال قبل مرزا بشیر الدین کو مباہلہ کی دعوت دی تھی مگر وہ میدان سے فرار ہوگیا تھا آج مرزا طاہر بھی میدان سے بھاگ گیا ہے۔ قادیانی کذاب، کافر اور مرتد ہیں۔ ہم ہر محاذ پر انہیں شکست سے دوچار کریں۔

کانفرنس سے مولانا عبدالوارث، مولانا مسعود احمد سروری اور دیگر علماء نے بھی خطاب کیا۔

* *

گوجرہ میں ۹۷ قادیانیوں کا قبول اسلام

نواحی گاؤں کھتووالی کے ایک نومسلم خاندان پر چند روز قبل قادیانیوں نے حملہ کر دیا تھا۔ ''قادیانی ایکشن'' سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں، مزید قادیانی مسلمان ہو گئے۔

گوجرہ (نامہ نگار) گوجرہ کے نواحی چک نمبر ۳۱۲ ج ب کھتووالی میں ۹۷ مرد و خواتین نے اپنے بچوں سمیت مرزائیت سے تائب ہوتے ہوئے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یاد رہے کہ چند روز پیشتر مذکورہ گاؤں کے قادیانیوں نے نومسلم ہونے والے قادیانیت سے ناطہ توڑنے والے ایک خاندان پر مسلح ہو کر حملہ بول دیا تھا اور ان کی خواتین کی تذلیل کرتے ہوئے انتہائی گھٹیا سلوک کا مظاہرہ کیا تھا۔ نومسلم مرد و خواتین کو فائرنگ سے زخمی کرنے کے علاوہ دو نوجوانوں کو اغواء کر لیا گیا تھا۔ جس پر نفرت کا اظہار کرتے ہوئے چک ہذا کے مزید ۹۷ مرد اور خواتین نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ مقامی قائدین اہلسنت و ختم نبوت نے موقع پر جا کر نومسلم خاندانوں کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا ہے۔ اور غنڈہ گردی کرنے والے قادیانیوں کے خلاف اپنی مہم جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ واضح رہے کہ چک ہذا میں پیشتر ۶۰ مرد و خواتین نے اسلام قبول کیا۔ نوائے وقت لاہور ۲۲ فروری ۱۹۹۷ء

مرزائیت سے تائب ہو کر مسلمان ہونے والے بھائیوں کو ہم اپنی جماعت مجلس احرار اسلام اور تمام مسلمانوں کی طرف سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ انہیں ہر قسم کے اخلاقی اور دینی تعاون کا یقین دلاتے ہیں ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ نومسلم نوجوانوں کو اغوا کرنے والے قادیانیوں پر مقدمہ قائم کر کے انہیں گرفتار کیا جائے اور اس گاؤں میں نومسلموں کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔ (ادارہ)

* *

جامع مسجد ختم نبوت (دار بنی ہاشم ملتان) کی تعمیر

جامع مسجد ختم نبوت (مدرسہ معمورہ، دار بنی ہاشم ملتان کی بالائی منزل زیر تعمیر ہے۔ اخراجات کا تخمینہ چار لاکھ روپے ہے۔

اہل خیر مسجد کی تعمیر میں نقد یا سامان کی صورت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اجر حاصل کریں۔

بذریعہ چیک ڈرافٹ یا منی آرڈر:- سید عطاء المحسن بخاری دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

اکاؤنٹ نمبر 29932، حبیب بینک حسین آگاہی ملتان پاکستان

حسنِ انتقاد

تبصرہ: سید محمد ذوالکفل بخاری

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

سفر دیدۂ نم

یہ ایک سفر نامہ ہے جو محترم صاحبزادہ طارق محمود (مدیر ہفت روزہ "لولاک" فیصل آباد) نے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہونے کے بعد لکھا ہے۔ مؤلف کو اعتراف ہے کہ.... "قلبی کیفیات و جذبات کو قلم بند کس قدر مشکل کام ہے، اس کا اندازہ مجھے قلم اٹھاتے وقت ہوا۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے بیسیوں سفرناموں سے رہنمائی حاصل کرنا پڑی"۔ اور مؤلف کی محنت کا حاصل، انہی کے الفاظ میں یہ ہے کہ.... "درحقیقت یہ کتاب نہیں۔ قلبی جذبات، ذہنی کیفیات، ذاتی مشاہدات اور محسوسات کا دھندلا سا خاکہ ہے"۔

صاحبزادہ طارق محمود کا سفر نامہ پڑھ کر ایک خوش گوار حیرت ہوتی ہے اور وہ یوں کہ ہمارے مذہبی حلقوں میں ادب و انشاء سے انسلاک کی جو روایات دم توڑ رہی ہیں، قرطاس و قلم سے جو فاصلے بڑھ رہے ہیں، دعوت و تبلیغ اور ابلاغ و اصلاح کے محاذوں پر روز افزوں تعداد میں داد شجاعت دینے والوں میں زبان و بیان کا شعور جس قدر زوال پذیر اور انحطاط آمادہ ہے..... اس کے پیش نظر "سفر دیدۂ نم" ایسی کاوشیں لائق تحسین و تبریک ہیں۔ مؤلف کے اسلوب نگارش پر، شورش کاشمیری کے سفرنامۂ حجاز "شب جائے کہ من بودم" کی چھاپ محسوس کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ چھاپ بہت گہری نہیں ہے۔ بہتر ہوتا کہ فاضل مؤلف، کتاب کے آخر میں ان سفرناموں کی فہرست بھی شامل کردیتے جن سے انہوں نے استفادہ کیا۔ باذوق اور متجسس قارئین پر بہت سی قابل مطالعہ کتابوں کے نام منکشف ہوجاتے ہیں۔ اس سے معاصر "علماء و مشائخ" میں شرح خواندگی شعر و ادب میں اضافہ بھی ہوتا۔

کتاب کی ضخامت ۱۳۶ صفحات اور قیمت ۷۵ روپے ہے۔ کتابت، طباعت اور "ظاہری سراپا" دل کش ہے۔ اسے مکتبہ ہفت روزہ "لولاک" جامع مسجد محمود، ریلوے کالونی فیصل آباد نے شائع کیا ہے۔

مصادر شریعت اسلامیہ اور عورت کی حکمرانی:

یہ کتاب نومبر ۱۹۹۶ء میں چھپی ہے عین انہی دنوں میں، پاکستان میں عورت کی حکمرانی کا ٹاٹ لپیٹا گیا اور ٹھاٹھ ختم کیا گیا.....ع

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارہ

مدرسہ صولتیہ، مکہ مکرمہ کے مدرس محترم مولانا سعید احمد عنایت اللہ نے اس مختصر کتاب (ضخامت: ۸۰ صفحات) میں منتخب علمی مضامین جمع کردیئے ہیں۔ مرحوم کوثر نیازی صاحب (وفات: ۱۹ مارچ ۱۹۹۴ء) نے بھی آخر عمر میں اس موضوع پر دادِ تحقیق و فقاہت دی تھی۔ مرحوم ایک منجھے ہوئے مقرر اور ادیب تھے۔ اس لئے انہیں بات کرنی کبھی مشکل نہ تھی۔ مولانا سعید احمد عنایت اللہ نے اس کتاب میں بطور خاص وہی مضامین جمع کئے ہیں جو کوثر

نیازی صاحب کے استدلالات کا توڑ کرتے ہیں۔ یہ مجموعۂ مضامین یقیناً مفید اور معلوماتی ہے۔ کتاب کے ناشر الجمیعتہ الاسلامیہ العالمیہ (انٹرنیشنل اسلامک مشن) کے ذمہ داران ہیں جبکہ تقسیم کنندہ حافظ عبدالمجید شاکر دارالعلوم دینیہ، پتوکی، ضلع قصور (پاکستان) ہیں۔ کتابت طباعت عمدہ ہے۔

حقوق العباد (احادیث مطہرہ کے آئینے میں)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا...... جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کے نشانات قدم تادیر رہیں۔ (یعنی وہ لمبی عمر پائے) تو اسے چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے" (مشکوٰۃ ص ۴۱۹)

حقوق العباد سے متعلق ایسی ہی چالیس احادیث مطہرہ، ترجمے اور توضیحی فوائد کے ساتھ اس مختصر رسالے میں جمع کی گئی ہیں یہ "مجموعہ چہل حدیث" "اربعین" وعظ و نصیحت کے ہزاروں دفتروں پر بھاری ہے۔ لسان نبوت سے صادر و جاری ہونے والے کلمات طیّبات کی تاثیر کا کیا کہنا۔

مجموعے کے مرتب، محترم سرور میواتی ہیں اور اسے الپائن انڈسٹریل کون (پرائیویٹ) ۳۰۵/۲ جی ٹی روڈ، باغبانپورہ لاہور نے شائع کیا ہے۔ صرف تین روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر، یہ مجموعہ بلامعاوضہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سوانح سراج الامّہ حضرت امام اعظم "رضی اللہ عنہ"

جناب ابوالاحسن محمد محبوب الہی رضوی پیشے کے اعتبار سے انجینئیر ہیں لیکن اپنے علمی شوق اور دینی ذوق کی بدولت تصنیف و تالیف میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ زیر نظر کتابچہ (ضخامت: ۶۴ صفحات) بھی محترم رضوی صاحب کے اسی شغف کا ثبوت ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے مختلف گوشوں پر حد درجہ مفید اور معلوماتی مواد جس حسن ترتیب سے انہوں نے جمع کیا ہے۔ وہ لائق تعریف ہے۔ امام صاحب کی محدثانہ شان، فقیہانہ منزلت، عند اللہ اور عند الناس مقبولیت، آپ کے اساتذۂ کرام، تلامذۂ گرامی اور اولاد امجاد کا تذکرہ .... یہ سب باتیں، رضوی صاحب نے بہت محنت بہت عقیدت اور بہت سلیقے کے ساتھ ۱۷ ابواب میں بیان کی ہیں۔

رضوی صاحب نے حضرت امام صاحب اور دوسرے کئی بزرگوں کے لئے "رضی اللہ عنہ" کا لاحقہ التزام اور کثرت و تکرار سے استعمال کیا ہے۔ یہ تعامل سلف و خلف کے خلاف ہے۔ اسی طرح امام صاحب سے متعلق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت پر مشتمل باب (باب ۳) بھی سراسر محل نظر ہے۔ مزید یہ کہ رضوی صاحب نے لکھا ہے کہ..... امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں روزانہ حضرت امام (ابو حنیفہ) کے مزار پر حاضر ہوتا ہوں اور جب کوئی حاجت ہوتی ہے تو آپ کے وسیلہ سے دعا مانگتا ہوں، حاجت پوری ہوجاتی ہے۔ حضرت امام کا مزار قضائے حاجات کے لئے تریاق ہے۔ ہمیں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول منسوب کرنے میں سخت تامل ہے۔ رضوی صاحب نے اس کا کوئی حوالہ بھی نقل نہیں کیا۔ اور آخری جملے سے تو ذم کا پہلو بھی نکلتا ہے۔

یہ کتابچہ ۶ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر المحبوب، ۲۶ رمضان سٹریٹ، ملت روڈ اقبال ٹاؤن لاہور (۵۴۵۷۰) سے منگوایا جاسکتا ہے۔

مسافرانِ عدم

انا للہ وانا الیہ راجعون

حافظ رب نواز صاحب کو صدمہ:

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان کے مدرس حافظ رب نواز صاحب کے والد ماجد جناب نور محمد صاحب ۱۲ فروری کو انتقال کر گئے۔

چودھری لعل خان گجر مرحوم:

مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں ضلع گجرات کے معاون اور ہمارے مہربان چودھری لعل خان گجر گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔ انہوں نے مدرسہ محمودیہ معمورہ کی توسیع کے لئے ناگڑیاں میں ہی ایک قطعہ زمین مختص کیا جو یقیناً ان کے لئے آخرت میں ذریعۂ نجات اور صدقۂ جاریہ ہے۔

محترم عرفان اشرف چیمہ کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما جناب عبداللطیف خالد چیمہ کے چچازاد بھائی محترم عرفان اشرف چیمہ (لندن) کے معصوم بیٹے کا گزشتہ ماہ انتقال ہو گیا ہے۔

محترم عبدالجبار صاحب کو صدمہ:

بہاولنگر سے ہمارے مہربان محترم عبدالجبار صاحب کے والد ماجد گزشتہ دنوں رحلت فرما گئے۔

محترم عطاء اللہ صاحب کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام چشتیاں ضلع بہاولنگر کے کارکن محترم عطاء اللہ صاحب کے بہنوئی جناب پروفیسر ریاض احمد

حافظ شفیق الرحمن کو صدمہ:

مدرسہ معمورہ ملتان کے خادم حافظ شفیق الرحمن صاحب کی پھوپھی صاحبہ ۷ ۲ فروری کو ایک حادثہ میں زخمی ہو کر انتقال کر گئیں۔

اراکین ادارہ تمام مرحومین کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ سب مسافرانِ عدم کے لئے دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

دعائے صحت:

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے صدر جناب محمد افضل خان صاحب کو گزشتہ دنوں حادثہ پیش آ گیا۔ احباب سے درخواست ہے کہ انکی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

جانشینِ امیرِ شریعت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ

"لٹ گیا دین خانقاہوں میں"

حسن رسوا ہے شاہراہوں میں — عشق برباد ہے گناہوں میں
دل ہو مسرور جب گناہوں میں — کیا اثر ہوگا اس کی آہوں میں
کب سے کافورِ فطرت انسان — مسخ و پامال ہے سیاہوں میں
بھائیوں کی دراز دستی سے — کتنے یوسف پڑے ہیں چاہوں میں
کتنے عیسیٰ گئے ہیں سولی تک — اپنے نادان خیر خواہوں میں
مسند علم ہوگئی ویراں — لُٹ گیا دین خانقاہوں میں
جس کا تذکار بھی عبادت ہے — ہے وہ محبوب میری بانہوں میں
جب سے دیکھا ہے حسنِ سادہ ترا — ہر حسیں ہیچ ہے نگاہوں میں
تیری یاد اور آنسوؤں کی جھڑی — تارے گرتے ہیں تیری راہوں میں
یہ سنا تھا کہ دل ہے تخت ترا — تو انوکھا ہے پادشاہوں میں

راز موتی ہیں تو سمندر ہے
کون پہنچے گا تیری تھاہوں میں؟

اپنے عطیات اور زکواۃ و صدقات مدرسہ معمورہ ملتان

کو عنایت فرمائیں مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کے اخراجات اور نئی درسگاہوں اور رہائشی کمروں کی تعمیر کے لئے اہلِ خیر حضرات فوراً توجہ فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

بذریعہ منی آرڈر:۔ سید عطاء المحسن بخاری۔ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون: 511961

بذریعہ بنک:۔ اکاؤنٹ نمبر 29932، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان

علامہ طالوت

دعوتِ امریکہ

اولئک یدعون الی النار !

امانِ حق تعالیٰ میں ہو غیرت نہیں آیا ہے امریکی بلاوا
یہ مقصد ہے کہ لیڈر قوم کے سب یہاں سے لاد کر اپنا کجاوہ
مزارِ ٹام پر آکر چڑھائیں سیاسی عقل و دانش کا چڑھاوا
ہمیشہ بس فرنگی کو ہی سمجھیں ملاذ و ملجاء حاجاتِ ماویٰ
وہی ہو کعبۂ مقصود و مطلوب وہیں ڈھونڈیں غلامی کا مداویٰ
رجائیت سے دامن پر ہو سب کا رکھیں امید پر چشمِ وفاء دا
بصیرت اور بصارت سے جو لیں کام بہت کچھ دیکھ لیں اس کے علاوہ
مگر لیڈر ہمارے بھی معذور کہ ہے ابصار پر ان کے غشاوہ

وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ۔۔۔الخ

مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار ربوہ

دارالکفر والارتداد ربوہ میں مسلمانوں کا عظیم تعلیمی و تبلیغی مرکز

ڈیڑھ سو سے زائد طلباء و طالبات قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بخاری پبلک سکول میں پرائمری تک طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسہ پچاس سے زائد طلباء رہائش پذیر ہیں۔ مدرسہ کی توسیع کے لئے مزید دو کنال زمین کی خرید اشد ضروری ہے۔ درسگاہوں اور مسجد اور مسجد کی تعمیر تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات اس کارِ خیر میں دے کر اجر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر کے لئے:۔

سید عطاء المہیمن بخاری، منتظم مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار ربوہ ضلع جھنگ۔ فون: (04524)211523

سیف الدین سیف

بیاد شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء

جو آئے تھے ختم نبوت میں کام
کہو ان شہیدوں پہ لاکھوں سلام
بھلایا نہیں وہ فسانہ ابھی
ہمیں یاد ہے وہ زمانہ ابھی
مؤذن کو مجرم بنایا گیا
نمازی کٹہرے میں لایا گیا
نبوت کے اقرار پر گولیاں
مساجد کی دیوار پر گولیاں
محمد تیرے نام پر گولیاں
صداقت کے پرچم جلائے گئے
شہیدوں کے لاشے چرائے گئے
جوانوں کے حلقوم تلوار پر
کئی لوگ کھینچے گئے دار پر
جنہیں بیر ختم رسالت سے تھا
جنہیں اک تعلق بطالت سے تھا
ظالم وہ صیاد پھر آ گئے
قاتل وہ جلاد پھر آ گئے

شورش کاشمیری

پرانے چراغ گل کردو

دوستو! ولولۂ ذوقِ سفر لے کے چلو
یہ سیہ رات ہے اب اذنِ سحر لے کے چلو
عشرتِ قتل گہِ اہل محبت یہ ہے
سر کٹانے کی تمنا ہے تو سر لے کے چلو
فہم میں ختم نبوت کا مقام آئے گا
شرط یہ ہے کہ ابوذر* کی نظر لے کے چلو
جن کا خوں غازۂ ناموسِ پیمبر ٹھہرا
ان شہیدوں کے لئے لعل و گہر لے کے چلو
قادیاں پنجۂ احرار میں دم توڑ گیا
اس کی بربادیٔ کامل کی خبر لے کے چلو
ایک خود کاشتہ پودے کو خزاں چاٹ گئی
اپنی مشکور مساعی کا ثمر لے کے چلو
اب جو نکلے ہو تو دربارِ رسول اللہ میں
ہمرہِ قلبِ صفا دیدۂ تر لے کے چلو
اس کشاکش میں کئی سخت مقام آتے ہیں
جاں نثارانِ پیمبر کی نظر لے کے چلو
محو ہوجائے گا دُزدانِ نبوت کا گروہ
اپنے لہجہ میں بخاری* کا اثر لے کے چلو

---

*سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

*امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ

سید محمد ذوالکفل بخاری

غزل

اب تو یوں ہے کہ مجھے صلح کا یارا بھی نہیں
جانتا ہوں کہ بغیر اس کے، گزارا بھی نہیں

جس قدر تجھ سے تعلق ہے حریفانہ ہے
جز ترے اور مجھے کوئی پیارا بھی نہیں

جو ہوا، ٹھیک ہوا، ایسا تو ہونا ہی تھا
دوش میرا بھی نہیں، جرم تمہارا بھی نہیں

میں کہ ہر گام گرا، ڈھیر ہوا پر نہ ہوا
کیوں سنبھل جاتا کہ جب تو نے سہارا بھی نہیں

تو نے برباد کیا مجھ کو مری مرضی سے
زندہ رہنے نہ دیا تو نے تو مارا بھی نہیں

ہاں فقط میں نے یہی سوچ کے چاہا تھا تجھے
فائدہ اس میں نہ ہوگا تو خسارا بھی نہیں

٭

شاہد کاشمیری

شورائیت کے قائل ہیں جمہوریت منظور نہیں

چرچل لنکن ،افلاطون کی جمہوریت منظور نہیں
اسلام میں ایسی جمہوریت کا کچھ بھی تو مذکور نہیں

اپنے زعم میں قائد اعظم بنتے رہو ، نہیں پروا
مانا کہ تم مفتی، قاضی، لیڈر ہو! پر حور نہیں

اپنی سیاست سے کرتے ہو خود اسلام کی بدنامی
ٹوکے تم کو کوئی اگر تو کہتے ہو، دستور نہیں

پوچھیں لوگ جو آپ سے حضرت، غیر کے در پر سجدہ کیوں؟
کہتے ہیں یہ فرض ہے اپنا، غیر سے ہم مجبور نہیں

جاگ اٹھے ہیں گلشن والے نعرہَ ختم نبوت سے
پھول کھلیں پھر مالی کی تقدیر کے وہ دن دور نہیں

احرار کبھی دب سکتے نہیں طاغوت کی شورش وہیبت سے
قوت میں فولاد ہیں ، کوئی کانچ نہیں بلور نہیں

اپنے عمل سے آپ کریں گے روشن دہر کے چہرے کو
تھوڑے ہیں تعداد میں گو کمزور نہیں معذور نہیں

جمہوریت کے دعویٰ داروں سے تم "شاہد" صاف کہو
منظور نہیں منظور نہیں یہ جمہوریت منظور نہیں

چرچل، لنکن، افلاطون کی جمہوریت منظور نہیں
دین میں ایسی جمہوریت کا کچھ بھی تو مذکور نہیں

مہنگائی

(پروفیسر محمد اکرام تائب، عارف والا)

کس قدر تیرِ ستم پھینکے ادہر مہنگائی نے
کر دیا چھلنی غریبوں کا جگر مہنگائی نے
یورشِ آلام ہی نے مارڈالا تھا ہمیں
اور اوپر سے نکالی ہے کسر مہنگائی نے
مرچ، ہلدی، دال، آٹا اور گھی کا کچھ نہ پوچھ
توڑ ڈالی ہے غریبوں کی کمر مہنگائی نے
پیٹ خالی، پاؤں ننگے، بال ہیں پھیلے ہوئے
کر دیا مجبور سے مجبور تر مہنگائی نے
انتظارِ آمدِ گل میں جوانی ڈھل گئی
روند ڈالے پاؤں میں لعل و گہر مہنگائی نے
زندگی قیدِ مسلسل کی طرح کٹنے لگی
بے خطا لٹکا دیا ہے دار پر مہنگائی نے
آمدِ مہمان نزولِ رحمتِ باری تو ہے
یہ یقیں کمزور کر ڈالا مگر مہنگائی نے
رو رہے ہیں آج تائب سب غریب و بے نوا
دل دکھایا ہے ہمارا کس قدر مہنگائی نے

یک بیک

بدلی ہے ایسی صورتِ حالات یک بیک
سب کے بدل گئے ہیں خیالات یک بیک
نیرنگیٔ سیاستِ دوراں بھی خوب ہے
آئی ہے قوم زیرِ طلسمات یک بیک
آیا وہ انقلاب مخالف نواز کے
دینے لگے ہیں حق میں بیانات یک بیک
ارضِ وطن میں لیگ سے بہتر نہیں کوئی
ملنے لگے ہیں ایسے اشارات یک بیک
جب ہار گئے جنگ جیالے تو دیکھئے
نکلی ہیں ان کے منہ سے خرافات یک بیک
جن کو بحال چشم زدن کل تلک نہ تھی
کرنے لگے ہیں ان سے سوالات یک بیک
پیوند لگاتے تھے جو مذہب میں خرد کا
لائے ہیں رنگ ان کے تضادات یک بیک
پوچھیں گے راز قوم کے اس التفات کا
ہوجائے گی جب ان سے ملاقات یک بیک
بے شک خدا کی ذات غفور و رحیم ہے
چھٹنے لگی ہے غم کی سیہ رات یک بیک
اربابِ اختیار کی دہشت تو دیکھئے
کھلنے لگے ہیں بابِ حوالات یک بیک
سرحد سے ولی خان ہے پنجاب سے نواز
اک ہوگئے ہیں انکے مفادات یک بیک
کاشف خدا نواز کو توفیق بخش دے
زندہ ہوں بزرگوں کی روایات یک بیک

باذوق قارئین کے مطالعہ کے لئے نئی کتابیں

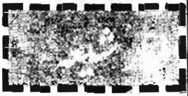

مولانا سعید الرحمن مرحوم (قیمت =/150 روپے)

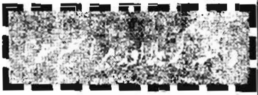

مولانا سعید الرحمن مرحوم (قیمت =/80 روپے)

سیدنا معاویہ پر اعتراضات کا علمی تجزیہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی (قیمت -/200 روپے)

[illegible] کالونی ملتان

511961 [illegible]

عطیہ خواجہ غریب شاہ	اصلی ہڈی جوڑ گولی	رجسٹرڈ 675

انسان کی ہڈی ٹوٹ جائے تو گولی کے تین حصے کر کے روزانہ نہار منہ مکھن کے ساتھ کھائیں اور پانچ دن تک نمک سے پرہیز کریں۔ اور اگر کسی جانور کی ہڈی ٹوٹ جائے تو یہی گولی مکمل جوار، مکئی یا جو کے آٹے میں کھلائیں نمک، گندم اور چنے کے آٹے سے پرہیز کرائیں۔ نیز ہمارے ہاں بواسیر اور ہمہ قسم کے درد کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ نوٹ: مدرسہ کے لئے تعاون کی اپیل جاتی ہے۔

پتہ: صاحبزادہ قاری محمد طیب میانہ (اولاد سلطان عبدالحکیم)

مسجد حاجی بشیر احمد محلہ سلطانیہ عبدالحکیم، تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال

ہدایتہ الحیران
فی جواہر القرآن

از حضرت مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی دامت برکاتہم مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ کی تفسیر "جواہر القرآن" کا ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ اور علمی محاسبہ، مزید برآں شروع میں اقامۃ البرھان پر ایک تبصرہ ایک مقدمہ کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں مسئلہ حیات النبیؐ کی تحقیق بیان کی گئی ہے۔

قیمت: =/180

غیر مقلد بنام غیر مقلد

یعنی غیر مقلدین اپنے ہی آئینہ میں

★ ترتیب: مولانا محمد یوسف صاحب مدظلہ

★ تقریظ: مولانا محمد امین اکاڑوی مدظلہ

★ مقدمہ: صوفی کامل مفتی بشیر احمد صاحب

جس میں غیر مقلدین کی کتاب صلواۃ الرسول (از حکیم محمد صادق سیالکوٹی) کا علمی محاسبہ نہایت عرق ریزی اور مدلل انداز میں کیا گیا ہے۔

قیمت: =/60

افسر شاہی

منشی عبدالرحمن کے قلم سے

حکمرانی، رشوت ستانی، من مانی، خود غرضی، بد عنوانی اندھیر نگری، نوکر شاہی، ظالم حکمرانی، اصول حکمرانی، رشوت کا خمیازہ ستم رانی، جیلوں کی دنیا، اور اس طرح کے عنوانات پر سیر حاصل بحث تاریخ اور حقائق کی روشنی میں۔

قیمت: اعلیٰ مجلد =/180

ہدیتہ الشیعتہ

از حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

اس کتاب میں حضرت نے اہلِ تشیع کے جملہ عقائد بد کو نہایت دلسوزی کے ساتھ نقل کر کے ان کا مفصل و مدلل جواب دیا ہے۔ اپنے موضوع پر حضرت کی یہ تصنیف ایک نادر روزگار ہے اور اہلِ تشیع کے لئے فی الحقیقت ہدایت کا سامان ہے۔

قیمت مجلد اعلیٰ: =/180

اطباء کے حیرت انگیز کارنامے

از حکیم عبدالناصر فاروقی صاحب

اپنے موضوع پر منفرد و دلچسپ کتاب عجیب و غریب نسخہ جات و مرکبات حیرت انگیز تشخیص کے واقعات، ہر طبیب کا مختصر تعارف و حالات، یونانی دواؤں کا اعجاز، نہایت دلچسپ اور قابلِ مطالعہ کتاب

قیمت مجلد اعلیٰ: =/81

بہارِ رفتہ

از منشی عبدالرحمن خان

آئینہَ ملتان کا دوسرا رخ، مرقع تقریبات ملتان، یادگار علمی، ادبی، ثقافتی، سماجی، رفاہی، اور صنعتی تقریبات کی کہانی تصاویر کی زبانی

قیمت مجلد: =/300

منشی عبدالرحمن خان کی تمام تصانیف دستیاب ہیں۔ جملہ کتب کی خریداری پر خصوصی رعایت دی جائے گی۔

ہر قسم کی اسلامی کتب کے لئے **طیب اکیڈمی** بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون: 40501

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

مجلس احرار اسلام، دینی انقلاب کی داعی جماعت ہے۔ یہ انقلاب دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کئے بغیر ممکن نہیں۔ موجودہ کافرانہ نظام ریاست جمہوریت اور کافرانہ تہذیب و ثقافت کے خلاف نئی نسل کی ذہن سازی اور تربیت کے لئے مدارس میں ایسا ماحول پیدا کیا جانا ازحد ضروری ہے جو دینی انقلاب کی منزل قریب تر کر دے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مجلس احرار اسلام کے شعبہ تبلیغ کے زیر اہتمام وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت درج ذیل مدارس تعلیم و تدریس میں مصروف ہیں۔

۱	مدرسہ ختم نبوت	مسجد احرار	ربوہ ضلع جھنگ فون: (04524)" 211523
۲	بخاری پبلک سکول	"	ربوہ ضلع جھنگ فون: " "
۳	مدرسہ معمورہ	جامع مسجد ختم نبوت	دار بنی ہاشم، ملتان فون: (061) 511961
۴	مدرسہ معمورہ	مسجد نور	لغتق روڈ، ملتان
۵	مدرسہ معمورہ	مسجد اسامہ	فاروق پورہ، پرانا شجاع آباد روڈ ملتان
۶	مدرسہ محمودیہ	مسجد المعمور	ناگڑیاں، ضلع گجرات
۷	دار العلوم ختم نبوت	جامع مسجد چیچاوطنی	فون: (0445) 611657
۸	احرار ختم نبوت مرکز	مسجد عثمانیہ	ہاؤسنگ سکیم چیچاوطنی فون: (0445) 610955
۹	مدرسہ ختم نبوت	مسجد ختم نبوت	شہزاد کالونی صادق آباد
۱۰	مدرسہ ختم نبوت	مسجد ختم نبوت	نوان چوک، گڑھا موڑ ضلع وہاڑی
۱۱	مدرسۃ العلوم الاسلامیہ	جامع مسجد	گڑھا موڑ (وہاڑی) فون: (0693) 690013
۱۲	مدرسہ ابوبکر صدیق	جامع مسجد ابوبکر صدیق	تلہ گنگ (چکوال)
۱۳	بستان عائشہ (برائے طالبات)		دار بنی ہاشم، ملتان فون: (061) 511356
۱۴	مدرسۃ البنات (برائے طالبات)		گڑھا موڑ فون: " "
۱۵	سادات اکیڈمی (برائے طلباء)		دار بنی ہاشم ملتان فون: (061) 511961
۱۶	مدرسہ احرار اسلام		بستی شام دین (قائم پور)
۱۷	مدرسہ احرار اسلام رحیمیہ		بستی گودڑی (حاصل پور)
۱۸	مدرسہ احرار اسلام		مسجد سیدنا علی المرتضیٰ، چکڑالہ، ضلع میانوالی
۱۹	مدرسہ معاویہ	مسجد معاویہ	جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
۲۰	مدرسہ معمورہ		بستی مہر پور ضلع مظفر گڑھ

11 ادارے اپنے اخراجات خود برداشت کرتے ہیں جبکہ **9** اداروں کا کفیل وفاق ہے جن میں بامشاہرہ تعلیم و تدریس اور دیگر امور سرانجام دینے والے افراد کی کل تعداد **30** ہے۔ ان کے اخراجات کا سالانہ تخمینہ **15** لاکھ روپے ہے۔ مستقبل کے تعلیمی، تنظیمی، اور تعمیری منصوبوں کی تکمیل پر تقریباً تیس لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ تعاون آپ کریں، دعا اور کام ہم کریں گے۔ اجر اللہ پاک دیں گے

ترسیل زر کے لئے

بذریعہ منی آرڈر

سید عطاء المحسن بخاری

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک ڈرافٹ / چیک

اکاؤنٹ نمبر 29932،

حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوم)

شائع ہو گیا ہے۔

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ ❁ ایک دستاویز ❁ ایک داستان ❁ خاندانی حالات

❁ سیرت کے مجلا اوراق ❁ خطابتی معرکے ❁ سیاسی تذکرے

❁ بزم سے لیکر رزم اور منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

❁ نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ہدایت، جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق **576** صفحات
- قیمت **300** روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف **200** روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱